عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوة

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۱۵
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

حضرت امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب

فاروق جن پہ فاش تھے رازِ رموزِ عشق
وہ مقتلِ حیات میں بھی سر کے بل چلے

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

معرکۂ حق و باطل میں حق کی جیت

فقیہ العصر حضرت مولانا معراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

امیر التبلیغ حضرت مولانا
محمد یوسف کاندھلوی
کی تبلیغی اجتماع میں دعا کا رقت آمیز انداز

قانون ساز ادارے (قومی اسمبلی) میں شراب پر پابندی کی قرارداد کیوں، بل کیوں نہیں؟ اداریہ

یہ کہاوت
اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی
یوں ہونی چاہیئے تھی
مرزے رے مرزے تیری کون سی کل سیدھی

شناختی کارڈ میں
مذہب کے خانے کے اضافے اور
اقلیتوں کیلئے علیحدہ رنگ
کی ضرورت کیوں ہے؟

آپ کے مسائل

از: مولانا منظور احمد الحسینی

قادیانی شوہر مسلمان عورت

بلقیس اختر — حیدر آباد

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمات بلقیس اختر کی شادی طالب حسین نامی شخص سے تقریباً ۹ سال قبل ہوئی تھی تقریباً سات سال تک اپنے سسرال والے یعنی اپنے شوہر کے پاس رہی اس سات سالہ دور میں میں نے محسوس کیا کہ میرے سسرال والے میرے شوہر سمیت مجھ سے کئی باتیں صیغہ راز میں رکھ رہے ہیں تھوڑے عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ میرے شوہر سمیت گھر والے قادیانی ہیں کیونکہ یہ سب لوگ مرزا طاہر احمد قادیانی کا لٹریچر پڑھتے ہیں اور اس کی وڈیو کیسٹ بھی دیکھتے ہیں اور جس گاؤں میں ان کی رہائش ہے وہ پورا گاؤں بشیر آباد قادیانی بستی ہے مزید تحقیق پر معلوم ہوا کہ میرا شوہر طالب حسین اپنی برات میں بھی قادیانیوں کو لے کر گیا تھا یہ صورت حال معلوم ہونے کے بعد میں بحیثیت مسلمان اس چیز کو اپنے ایمان کے خلاف سمجھ کر برداشت نہ کر سکی اس بنا پر شوہر کے ساتھ میرا جھگڑا ہو گیا اور اس نے مجھے گھر سے نکال دیا چنانچہ میں مجبوراً اپنی بہن کے گھر میرپور خاص پہنچ گئی طالب حسین میرے پیچھے آیا اور ڈاکٹر اے آر صدیقی قادیانی کی مداخلت سے افہام و تفہیم کی کوشش کی لیکن میرا ایمان مجھے اجازت نہیں دیتا اس دوران طالب حسین نے مجھ پر زیورات چوری کا جھوٹا مقدمہ بھی کیا ہوا ہے جس کے دو گواہ بشارت احمد اور اعجاز احمد قادیانی ہیں میں اس مسئلے میں سخت پریشان ہوں مہربانی فرما کر شرعی نقطہ نظر سے میری رہبری فرمائیں کیونکہ مجھ پر قادیانیوں کا سخت دباؤ ہے لہٰذا شرعی حل بتائیں ؟

ج : قادیانی مرزائی کافر و مرتد ہیں اور کسی مسلمان خاتون کا نکاح کسی کافر و مرتد سے نہیں ہو سکتا۔ سوال کے مطابق چونکہ طالب حسین شادی کے وقت مرزائی تھا اور اس نے ایک مسلم خاتون کو دھوکا دے کر اس سے شادی کر لی اس لیے یہ نکاح نہیں ہوا۔ عورت کو چاہیے کہ اس سے قطع تعلق کر لے۔ اور مسلمانوں کو چاہیے کہ طالب حسین اور اس کے گروہ کے خلاف دھوکہ دہی کا مقدمہ قائم کریں۔ کیونکہ انہوں نے خود کو مسلمان ظاہر کر کے یہ شادی کی ہے۔ اور قادیانیوں کا خود کو مسلمان ظاہر کرنا لائق تعزیر جرم ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد یوسف عفا اللہ عنہ۔ ۱۳،۲،۲۵

الجواب صحیح محمد شاہد

مشینری کرایہ پر دینے کا مسئلہ

از۔ عاصم فیاض (؟)

جناب مفتی صاحبان دار الافتاء بنوری ٹاؤن کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جناب !

باقی ص۲۶ پر

ایمانی روحانی باتیں

حافظ مشتاق احمد عباسی

ڈپریشن بیماری یا ایمانیات و عمل کی کمزوری

جب آدمی کا عقیدہ توحید کمزور اور اعمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوتاہی ہوتی ہے تو خوف و ہراس وساوس و اوہام بے سکونی بے چینی گھیر لیتی ہے ڈاکٹر حکیم اس کو ڈپریشن کہتے ہیں اور پھر از خود ادویات و علاج و معالجہ پر لگاتے ہیں اکثر اوقات اس ڈپریشن کا شکار خود ڈاکٹر و حکیم بھی ہوتے ہیں بنیادی چیز یہ ہے کہ آدمی اپنا یہ عقیدہ و ایمان بنائے کہ نفع و ضرر عزت و ذلت کامیابی و ناکامی رزق کی فراخی و تنگی موت و حیات صرف اور صرف اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جب اعمال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و طریقے کے مطابق ہوں گے تو بے چینی اور خوف و ہراس وہم و وساوس و خطرات خود بخود ختم ہوں گے افسوس ڈپریشن کا شکار مریض اپنا پورا زور ڈاکٹروں و حکیموں کی فیس اور ادویات پر تو لگاتے ہیں مگر بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں جو تکالیف و مصائب میں رجوع الی اللہ کریں توبہ و استغفار کریں ذکر الٰہی کریں نمازیں پڑھیں قرآن و حدیث کے اوراد و وظائف پڑھیں صدقات و خیرات کریں میں وثوق اور یقین سے کہتا ہوں کہ ڈپریشن کے مریض اولیت کے ساتھ فرائض و نوافل پڑھیں صدقات و خیرات کریں۔ ذکر و اذکار کریں۔ درود شریف پڑھیں۔ ان شاء اللہ ضرور پریشانی ختم ہوگی مشکلات آسان ہوں گی۔ اللہ کی رحمت وامداد ہوگی۔ اس کے بعد آپ علاج بھی کریں لیکن علاج سنت رسول سمجھ کر کریں یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے بڑے اسپیشلسٹ ڈاکٹر سے معائنہ کرایا اسپیشل دوائی کی اب ہم یقیناً صحت یاب ہوں گے۔ یاد رکھیں صحت و بیماری اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے ہو سکتا ہے بیمار رہنے میں بہت سی مصلحتیں و حکمتیں ہوں۔ جن کو اللہ ہی جانتا ہے۔ ہم آپ نہیں جانتے۔

خلاصہ کلام ہمارے نزدیک ڈپریشن ایمان و عقیدہ و عمل خیر کی کمزوری، اول درجہ میں ہے بدن کی بیماری دوسرے درجہ میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مشکل پریشانی میں اللہ کی طرف متوجہ ہوتے تھے خوب دعائیں مانگتے تھے اور نیکیوں میں کثرت فرماتے تھے گویا اسباب کی بجائے خالق اسباب مسبب الاسباب کی طرف رجوع فرماتے۔ اب امت کے لیے بھی یہی راہ ہے ہر گناہ کسی نہ کسی مصیبت و پریشانی کو لاتا ہے لیکن ہم لوگ انہماک دنیاوی کی بنا پر اس طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱ | ۱۲ تا ۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۱ تا ۱۷ ستمبر ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۱۵

مدیر مسئول : عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱ : آپ کے مسائل اور ان کا حل ____ ۲
۲ : نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ____ ۴
۳ : شراب پر پابندی کی قرارداد میں لیت و لعل نہیں ہونا چاہیے (اداریہ) ____ ۵
۴ : میری امت کا فتنہ مال ہے ____ ۶
۵ : خود کھانے پینے کے آداب ____ ۶
۶ : زندہ دل کسان ____ ۷
۷ : حضرت مولانا معراج الحق صاحبؒ ____ ۸
۸ : معرکہ حق و باطل میں حق کی جیت ____ ۱۱
۹ : عقیدۂ ختم نبوت ____ ۱۲
۱۰ : حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ____ ۱۳
۱۱ : حضرت مولانا محمد یوسف کا دہلوی کی رقت آمیز دعا ____ ۱۶
۱۲ : تعارف و تبصرہ ____ ۱۷
۱۳ : چلتے چلتے ____ ۱۸
۱۴ : سر کے بالوں کے احکام ____ ۲۰
۱۵ : طب و صحت (ذیابیطس) ____ ۲۱
۱۶ : وزارت داخلہ اور شناختی کارڈ ____ ۲۲
۱۷ : آغا خانی اور اسمٰعیلیوں کے ناپاک عزائم ____ ۲۳
۱۸ : ناتراینڈر برکمپنی کے منیجنگ ڈائریکٹر کا بیان ____ ۲۵

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ
مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر
مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر
محمد انور

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳۲۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199

چندہ اندرون ملک
سالانہ ____ ۱۵۰ روپے
ششماہی ____ ۷۵ روپے
سہ ماہی ____ ۳۵ روپے
فی پرچہ ____ ۳ روپے

چندہ بیرون ملک
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۹۴۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر عبدالرحمٰن باوا ... سید شاہد حسن — مطبع القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت ... کراچی

کاش ہم بھی رُخِ مصطفٰےؐ دیکھتے
جلوہ افروز نورِ خدا دیکھتے

چاند جیسے ستاروں کے ہو درمیاں
یوں صحابہ میں بدر الدُّجیٰ دیکھتے

جاں نثاران صدیقؓ و فاروقؓ سے
نیز عثمانؓ اور مرتضیٰؓ دیکھتے

جنگ کرتے ہوئے جورِ کفار سے
راہ ایماں میں جاں کو فدا دیکھتے

نذر کرتے رہ حق میں سب مال و زر
رُو برو دولتِ دوسرا دیکھتے

چلتے آقا کے نقشِ قدم پر جو ہم
اوجِ اسلام بے انتہا دیکھتے

خاکِ پائے نبیؐ ڈال کر آنکھ میں
رازِ قدرت کے سب برملا دیکھتے

اے مبارکؔ جو پڑتی نبیؐ کی نظر
پھر تو مٹی کو سونا بنا دیکھتے

(مبارکؔ بقاپوری

قانون ساز ادارے میں شراب پر پابندی کی قرارداد نہیں بل پاس ہونا چاہیئے

شراب ام الخبائث یعنی تمام گناہوں اور برائیوں کی ماں ہے جو شخص شراب کا رسیا ہے اس کے نزدیک ماں، بہن بیٹیوں اور اپنے پرائے کی کچھ پہچان نہیں ہوتی۔ وہ جب شراب پی کر گھر سے باہر نکلتا ہے تو عقل جواب دے جاتی ہے غلیظ فیاڑہ بک بکاڑہ اور گالی گلوچ بکتا رہتا ہے۔ کوئی ٹرک یا بس ڈرائیور شراب کا عادی ہو تو وہ اس تیز رفتاری کے ساتھ گاڑی کو دوڑاتا ہے کہ اسے یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ سامنے بھی کوئی گاڑی آرہی ہے بالآخر وہ گاڑی کو بھی حادثہ سے دوچار کر ڈالتا ہے اور خود بھی حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے۔

سرکار دوعالم تاجدار ختم نبوت امام الانبیاء حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے دنیا میں شراب عام پی جاتی تھی البتہ اس وقت بھی کچھ صحیح الفطرت افراد ایسے تھے جو شراب کی مضرتوں اور اس کے نقصان دہ اثرات کو سمجھتے تھے اور اس کے نزدیک نہ جاتے تھے۔ امیر المؤمنین جانشین رسول کریمؐ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایات میں یہ بات موجود ہے کہ وہ ایام جاہلیت میں شراب کے نزدیک نہ جاتے تھے۔

جب تک شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا اس وقت تک شراب کا دور چلتا رہا جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم نازل ہوا کہ شراب حرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سنایا تو انہوں نے فوراً آمنا وصدقنا کہا اور شراب گلیوں میں بہادی گلیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے پانی بہتا ہے یہ تھی صحابہؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فدائیت اور جاں نثاری کہ تعمیل حکم میں دیر نہ کی اور فوراً اس پر عمل کیا۔ حالانکہ شراب کے متعلق مشہور ہے ؎

چھٹتی نہیں یہ کافر منہ سے لگی ہوئی

شراب کو قرآن پاک میں رجس من عمل الشیطٰن کہا گیا ہے یہ آنحضرتؐ کے اعلان نبوت سے پہلے بھی ایسا ہی تھا تاہم صریح حرمت کا اعلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت سنبھالنے کے بعد ہوا۔ بعض عیسائی پادریوں کا کہنا ہے کہ انجیل میں بھی اسے جائز قرار نہیں دیا گیا۔ تاہم عیسائی کاروبار چلانے کے لئے شراب کا پرمٹ حاصل کرتے ہیں زیادہ تر اس کے خریدار شراب کے رسیا مسلمان ہوتے ہیں یا پھر عیسائی اس بہانے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے شراب کا کاروبار کرتے ہیں۔ قادیانیوں کے ہاں البتہ شراب جائز ہے اس لئے کہ وہ جس کو اپنا نبی اور امام مانتے ہیں وہ لاہور میں پلومر کی دکان سے ولایتی شراب منگوایا کرتا تھا اور اسے غٹا غٹ چڑھا جاتا تھا اور پھر بھانو، زینب اور دوسری بیشمار لڑکیوں سے اپنا دل بہلاتا تھا۔ اس ملعون بدبخت نے اسے جائز قرار دینے کے لئے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا کہ شرابی تھے اور یہ بھی الزام لگایا کہ ان کا کنجریوں سے میلان تھا اور وہ ان کی ناپاک کمائی کا عطر ملا کرتے تھے۔ نعوذ باللہ۔ مرزا قادیانی چونکہ بے حیا تھا اس لئے بے حیا کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے ؎

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

بہرحال یہ ایک ضمنی بات تھی ہم جس مسئلہ پر ہم اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں وہ شراب پر پابندی سے متعلق قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر منظور ہونے والی قرارداد ہے جس میں حکومت سے سفارش کی گئی ہے کہ حکومت شراب پر مکمل پابندی عائد کرے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ :۔

"ایوان اس رائے کا اظہار کرتا ہے کہ شراب پر مکمل پابندی عائد کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں"

[illegible]

میری امت کا فتنہ مال ہے

حضرت ابو ہاشمؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو شیطان نے اپنے لشکروں کو حالات کی تحقیق کے لیے بھیجا انہوں نے بتایا کہ ایک نبی کی بعثت ہوئی ہے اور ان کی بہت بڑی امت ہے تو اس نے تحقیق کیا کہ ان لوگوں میں دنیا کی محبت بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہے شیطان نے کہا کہ پھر مجھے اس کا رنج نہیں ہے کہ وہ بت پرستی نہ کریں میں تین چیزیں ان پر مسلط کرونگا۔ ناجائز طریقہ سے کمانا، ناجائز طریقہ پہ خرچ کرنا اور جہاں خرچ کا واقعی محل ہو اس میں خرچ نہ کرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دنیا کے حلال مال کا حساب ہے اور اس کے حرام میں عذاب ہے۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اس جادوگر سے بچتے رہو جو علماء کے دلوں پر بھی جادو کر دیتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر امت کے لیے کوئی بچھڑا (گئو ماتا وغیرہ) ہے جس کی وہ پرستش کرتے ہیں میری امت کا بچھڑا روپیہ پیسہ اور اشرفی ہے کہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ کرتے ہیں جیسا کہ پرستش کا ہوتا ہے، اور حضرت موسیٰ کی قوم کا بچھڑا بھی سونے چاندی کا زیور ہی تھا (احیاء)

امام بربیر حضرت لیث سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ہو گیا اور عرض کیا میں آپ کے ساتھ آپ کا ساتھی رہوں گا، وہ دونوں چلے اور دریا کے کنارے پر پہنچے اور بیٹھ کر صبح کا کھانا کھانے لگے ان کے پاس تین روٹیاں تھیں دو روٹیاں کھا لیں اور تیسری روٹی باقی رہ گئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اٹھ کر دریا سے جو پانی پیا پھر واپس آئے تو روٹی نہیں تھی انہوں نے اس آدمی سے پوچھا کہ روٹی کس نے لی؟ اس نے کہا مجھے خبر نہیں پھر وہ چل پڑے اور ان کا ساتھی بھی ہمراہ تھا انہوں نے ایک ہرنی دیکھی اور اس کے ساتھ اس کے بچے تھے انہوں نے ایک کو بلایا وہ آ گیا۔ اسے ذبح کیا اور بھون کر ان میں سے انہوں نے اور ان کے ساتھی نے کھایا۔ پھر ہرنی کے بچے کو فرمایا اٹھو اللہ کے حکم سے وہ اٹھا اور چلا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کو کہا میں اس ذات کی قسم دے کر تجھے پوچھتا ہوں کہ جس کے نام سے میں نے تجھے یہ معجزہ دکھایا کس نے روٹی لی؟ اس نے کہا مجھے خبر نہیں۔ اس آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر چل پڑے جب گزر گئے پھر پوچھا میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے حکم سے تجھے یہ معجزہ دکھایا بتا ذرا روٹی کس نے لی؟ اس نے کہا مجھے خبر نہیں پھر وہ چل کر ایک جنگل میں پہنچے اور بیٹھ گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کچھ مٹی جمع کی اور اس کو فرمایا اللہ کے حکم سے سونا بن جاؤ وہ سونا بن گئی آپ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا تہائی میرا ہے تہائی تیرا ہے اور تہائی اس کا ہے جس نے روٹی لی۔ اس نے کہا میں نے روٹی لی تھی آپ نے فرمایا یہ سب تیرا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے الگ ہو گئے اس آدمی کے پاس جنگل میں دو آدمی پہنچ گئے اور دیکھا کہ اس کے پاس مال ہے انہوں نے سوچا اسے قتل کر کے اس سے چھین لیا جائے۔ وہ کہنے لگا یہ ہم تینوں میں برابر تقسیم ہے ایک آدمی کو بستی میں بھیج کر کچھ خرید لائے اور ہم کھائیں چنانچہ انہوں نے ایک کو کھانا لینے کے لیے بھیجا۔ کھانا لانے والا کہنے لگا میں اس مال کو کیوں تقسیم کروں میں تو کھانے میں زہر ڈالتا ہوں۔ اور دونوں کو مار کر خود سونا لے لوں گا۔ اس نے ایسا ہی کیا اور وہ دو آدمی جو جنگل میں رہ گئے تھے انہوں نے کہا ہم اس کو تہائی مال کیوں دیں بلکہ جب وہ آئے تو اسے قتل کر دیں اور مال آپس میں تقسیم کر لیں۔ راوی بتاتے ہیں کہ وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور کھانا کھا لیا اور خود بھی مر گئے۔ چنانچہ جنگل میں خالی سونا رہ گیا۔ اور یہ تینوں اس کے پاس مرے پڑے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے تو اپنے صحابہ کو بتایا کہ یہ دنیا ہے اس سے بچو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمہارے بعد ایسی اقوام ہوں گی جو دنیا کی عمدہ ترین اور رنگارنگ نعمتیں کھائیں گی خوبصورت ترین اور رنگارنگ عورتوں سے نکاح کریں گی اور عمدہ ترین اور طرح طرح کے بہترین لباس پہنیں گی ان کے پیٹ تھوڑے سے نہیں بھریں گے ان کے دل کثرت پر بھی قناعت نہیں کرتے دنیا پر چل پڑتے ہیں دن رات دنیا پر فریفتہ ہیں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بجائے دنیا کو خدا بنا رکھا ہے اور رب تعالیٰ کے بجائے دنیا کو رب بنا رکھا ہے۔ ان کی ساری تگ و دو دنیا کی ہی ہوتی ہے خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

دوستو اور بزرگو۔ موجودہ دور پر نظر ڈالیں صادق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہی ہمارا (مسلمانوں) کا حال ہے۔ آج ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں اغوا ہو رہے ہیں عورتیں عصمت فروشی کر رہی ہیں۔ ووٹ بک رہے ہیں۔ اور رہزن رہبر لیڈر بن رہے ہیں۔ انصاف بک رہا ہے جھوٹی گواہی دی جا رہی ہے غدار ملک دشمن عناصر تخریب کاری کر رہے ہیں دوسروں کے حقوق غصب ہو رہے ہیں سب کی بنیاد پر غور کریں تو بنیاد مال اور اس کی حرص ہے۔

مال کو ضرورت کے مطابق حاصل کریں خواہشات کی پیروی نہ کریں مال نعمت ہے اگر کسی کے پاس مال ہے تو صحابہ کرام کی طرح پر خرچ کریں جو آخرت کا ذخیرہ بن جائے۔ مال کو تبلیغ دین مساجد مدارس کی تعمیر اور جو ادارے باطل قادیانیوں کے خلاف کفار کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اس پر خرچ کریں۔

فرمایا ہر امت کا ایک فتنہ ہے اس امت کا فتنہ مال ہے اللہ تعالیٰ ہمیں جائز طریقے سے مال حاصل کرنے اور اللہ کی خوشنودی کے لیے دین کی احیاء کے لیے خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

نوٹ:۔ نام نامعلوم ہونے کی بنا پر بغیر نام شائع کیا جا رہا ہے۔

خود کھانے پینے کے آداب

کھانا حلال ہونا چاہیے جو حلال کسب سے کمایا گیا ہو۔ ہاتھ دھو کر کھانا چاہیے۔ علاوہ سنت ہونے کے اس

میں یہ تاثیر بھی ہے کہ اس سے فقر دور ہوتا ہے اور کھانا کھا کر بھی ہاتھ دھونا چاہئے۔ یہ بھی سنت ہے اور اس کی تاثیر گناہوں کو دور کرنا ہے۔ کھانا دسترخوان پر رکھا جائے اور دسترخوان زمین پر۔ شروع میں بسم اللہ اور اخیر میں الحمد للہ پڑھنا چاہئے اور اگر کوئی کھانے والا ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھے تو اور زیادہ اچھا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ پہلے لقمہ پر صرف بسم اللہ اور دوسرے لقمہ پر بسم اللہ الرحمٰن اور تیسرے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہئے۔ اور بسم اللہ آواز سے پڑھنا اچھا ہے تاکہ جس کو یہ یاد نہ رہی ہو وہ آواز سن کر یاد کرلے لیکن کھانے کے ختم پر الحمد للہ زور سے نہ پڑھے جب تک کہ سب لوگ نہ کھا چکیں البتہ آہستہ پڑھے۔ ابتدا نمکین سے کرو اور اسی پر ختم کرو اور لقمہ چھوٹا لو مگر اس کو خوب چبا کر نگلو اور جب تک پہلا لقمہ نہ نگل لو اس وقت تک دوسرے لقمہ کے لئے ہاتھ نہ بڑھاؤ کسی کھانے میں عیب نہ نکالو۔ روٹی پر پیالہ یا کوئی اور برتن نہ رکھو۔ ہاں روٹی پر سالن رکھ سکتے ہو۔ روٹی سے ہاتھ نہ پونچھو۔ اگر ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو اس کو اٹھالو اور مٹی گرد وغبار کچھ لگ گیا ہو تو اس کو صاف کرکے کھالو جب تک انگلیاں نہ چاٹ لو اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ دھوؤ نہ رومال سے صاف کرو۔ کھانا کھانے کو یا تو دو زانو بیٹھو یا اکڑوں یا دایاں گھٹنا کھڑا اور بایاں پڑا کرکے کھاؤ کھانے کی حالت میں بالکل خاموش رہنا نہ چاہئے بلکہ کلام کرتے رہنا مناسب ہے البتہ وہ کلام یا تو امر بالمعروف کے قبیلہ سے ہو یا کھانے پینے کے متعلق نیک لوگوں کی ہدایتیں ہوں۔ ابتدا کھانے کی ایسے حضرات کی طرف سے ہو جو معمر اور سن رسیدہ ہیں۔ لہٰذا چھوٹی عمر والوں کو ان کے شروع کرنے کا انتظار مناسب ہے اور اگر خورد سن رسیدہ بزرگ اور مقتدر ہو تو انتظار نہ کرے فوراً شروع کر دے۔ جب دسترخوان پر روٹی رکھ دی جائے تو سالن کے انتظار میں روٹی کو رکھے رہنا روٹی کی شان کے خلاف ہے یعنی اس کو کھانا شروع کر دینا چاہئے۔

ہاتھ طشت میں دھونا جائز ہے لیکن اگر ساتھ میں اور کھانے والے بھی ہوں تو طشت میں ناک صاف کرنا اور کھنکار ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور پہلے مقتدا کے ہاتھ دھلوانے چاہئیں پانی اس میں آہستہ سے گرانا چاہئے تاکہ چھینٹیں نہ اڑیں اور بستر پر پانی نہ گرے اور صاحب خانہ کو خود پانی ڈالنا چاہئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں گئے تو امام مالکؒ نے امام شافعیؒ کے ہاتھ خود دھلائے۔ کھانا کھا کر یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

تعریف اس خدا کی جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔

مہمان کو یہ نہ چاہئے کہ میزبان سے کسی خاص کھانے کی فرمائش کرے کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ چیز میسر نہیں ہوتی اس لئے میزبان کو پریشانی ہوگی اور اگر مہمان دو چیزوں میں اختیار دیدے کہ یہ پکالو یا یہ۔ تو دونوں میں جو آسان زیادہ ہو اس کو تیار کرانا چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باتوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں جو آسان زیادہ ہوتی اس کو اختیار فرمایا کرتے۔ مہمان سے میزبان کا خود دریافت کرنا کہ کیا چیز کھانا چاہتے ہو جبکہ مہمان کے حسب خواہش چیز تیار کرانے میں میزبان خوش دل ہو بہت اچھا ہے مگر اس میں اجر اور بہت ثواب ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مومن کو خوش کرے وہ اللہ کو خوش کرتا ہے

مہمان سے میزبان دریافت نہ کرے کہ کھانا لاؤں بلکہ کھانا سامنے لے آنا چاہئے۔ اگر موجود ہو وہ کھانا چاہے گا کھالے گا ورنہ اٹھالے اور اگر کھانا کھلانے کا خیال نہ ہو تو مہمانوں سے کھانا کھلانے کے متعلق کچھ تذکرہ نہ کرے

(از شائل و شرح سفر السعادت)

زندہ دل کسان

از: طالب ہاشمی

پانچویں صدی ہجری میں سلطان ملک سلجوقی اپنے وقت کا سب سے بڑا مسلمان بادشاہ تھا اس کو شکار کا بے حد شوق تھا، ایک دفعہ نیشاپور کے علاقے میں شکار کھیلتے ہوئے وہ اپنے محافظوں سے جدا ہو گیا اور راستہ بھول گیا، کھانے پینے کا سامان محافظوں کے پاس تھا اور دور دور تک کسی آبادی کا نام ونشان تک نہ تھا، بھوک اور پیاس سے بادشاہ کا برا حال ہو گیا۔ آخر اس نے ریت کے ایک ٹیلے پر چڑھ کر ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو دور ایک کھیت میں ایک کسان کام کرتے دکھائی دیا۔ سلطان کی جان میں جان آئی اور وہ گھوڑا دوڑا کر کسان کے پاس پہنچا، اس نے شکاریوں کا لباس پہن رکھا تھا اس لیے کسان نے کو شکاری امیر سمجھا اور اس کی طرف دھیان نہ دیا، سلطان اسے اسلام کیا اور کہا بھائی میں راستہ بھول گیا ہوں اور سخت بھوکا پیاسا ہوں، کھانے پینے کی کوئی چیز ہو تو مہربانی کر کے مجھے دو۔

کسان:۔ کھانا تو میرے پاس ہے لیکن اس سے میرا پیٹ ہی مشکل سے بھرے گا۔ کسی دوسرے کو اس میں شریک کرلوں گا تو خود بھوکا مر جاؤں گا۔

سلطان:۔ بھائی میں تمہارا مہمان ہوں بھلا کوئی اپنے مہمان کو بھی اس طرح روکھا جواب دیتا ہے۔

کسان:۔ واہ بھئی واہ، مان نہ مان میں تیرا مہمان بھلا کوئی زبردستی بھی کسی کا مہمان بنتا ہے؟

سلطان:۔ بھائی ان باتوں کو چھوڑو۔ بھوک سے میرا برا حال ہے، یہ میرا چاقو اور روٹی کے دو ٹکڑے کاٹ کر مجھے دو۔

کسان:۔ نہیں جناب میرے پاس فالتو کھانا نہیں ہے، تم میرا پیچھا چھوڑ دو اور یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ۔ سلطان کو کسان پر غصہ تو بہت آیا لیکن ایک عجیب

باقی صفحہ ۲۶ پر

فقیہ الہند حضرت مولانا معراج الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

تحریر: ابوحذیفہ مولانا شفیق بستوی

تاریخ کے دامن میں قدیم وجدید زمانوں کی ایسی بے شمار تربیت گاہوں، علم ودانش کی عظیم الشان درسگاہوں تہذیبی و ثقافتی مراکز اور علم وفن کو فروغ دینے والی لاتعداد عبقری اور رجال ساز شخصیتوں کے اجمالی وتفصیلی تعارف وتذکرے موجود ہیں جن کے نقوش کو ماضی کی قومیں اپنے لیے مشعل راہ بھی رہیں اور جس کے نتیجے میں وہ کامرانی کی منازل تک پہنچیں۔ آج بھی علم وفن کی دنیا میں ماضی بعید وماضی قریب کی مسلسل علمی وفنی کاوشوں کی تابندگی کے جو آثار رہ گئے ہیں وہ دور حاضر کی موجودہ نسل کے لیے کامیابی کی روشن ڈگر متعین کر سکتے ہیں چنانچہ جویائے منزل آج بھی ان تابندہ نقوش وآثار کی راہ نمائی میں مسکراتا ہوا صحیح روش پر گامزن ہے۔

تاریخ رجال کی وسعت ودامانی کو دیکھتے ہوئے اتنی بات تو کہی جا سکتی ہے کہ ایسی متعدد شخصیات جو اپنے علم وفن میں کامل ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم محنتوں اور سنہرے کارناموں کی طویل فہرست کا عنوان بھی ہیں، کچھ اس قدر پوشیدہ رہ گئیں کہ علم وفن سے وابستگی رکھنے والے لوگ بھی ان کی زندگیوں سے ناواقف ہیں، چہ جائے کہ عوام الناس ان سے واقف ہوں حالانکہ ان کی گرانقدر علمی وفنی کاوشوں سے ہی اصحاب علم وفن استفادہ کرتے نظر آتے ہیں اور پھر آج کے مصنوعات پرستی کے دور میں یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے، کیونکہ ہمیں عام بازار میں بھی ایسے بے شمار لوگ ملتے ہیں جو مختلف پھلوں، سبزیوں اور اشیاء خورد ونوش کی خرید وفروخت اور اس سے استفادہ کرتے ہیں مگر وہ اس بات سے یکسر ناواقف ہوتے ہیں کہ کون سا پھل کہاں سے آتا ہے کون سی سبزی کس قسم کے پودوں اور درختوں سے ملتی ہے یا کون سی چیز کس طرح اور کن اشیاء سے تیار ہوتی ہے؟ اس لیے اگر علم وفن کی دنیا میں بھی بعض معروف شخصیات اپنے عمومی افادہ کے باوجود گوشہ گمنامی میں رہ جائیں تو یہ کوئی باعث تعجب نہیں بلکہ عین ممکن ہے۔

اسی قسم کی شخصیات کے زمرہ میں فقیہ الہند حضرت مولانا معراج الحق صاحب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام شامل ہے جن کی پوری زندگی تشنگانِ علم وفن کی خدمت میں اور ان کی تعلیم وتربیت میں صرف ہوئی مگر آپ آخر تک گمنام ہی رہے۔ آپ کی زندگی مجاہدانہ کارناموں، پختہ عزائم، روشن خیالی، قوت فیصلہ، بصیرت، تہذیب وثقافت، اصابت رائے، صبر وتحمل، خوش اسلوبی، خوش پوشاکی، علم وفراست اور اخلاق کریمانہ کی عمدہ مثال تھی۔ آپ کو قریب سے دیکھنے والا اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ نوک قلم پر آنے والے اوصاف مذکورہ آپ کی زندگی میں شب وروز کے معمولات میں کس قدر عیاں تھے۔

ولادت: آپ دیوبند قصبہ کے محلہ کوٹلہ میں موجودہ صدی عیسوی کی پہلی دھائی میں ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے آپ کا سن پیدائش ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء ہے آپ کے علاوہ آپ کی تین بہنیں اور پانچ بھائی تھے ایک بھائی آپ سے بڑے اور چار آپ سے چھوٹے تھے آپ کے والد منشی نور الحق انگریزی حکومت کے دور میں سرکاری ملازم تھے۔

ابتدائی تعلیم بچپن: آپ نے بچپن میں ابتدائی تعلیم صوبہ پنجاب (مشرقی) کے قصبہ برنالہ میں حاصل کی جہاں آپ کے والد ملازم تھے آپ فطری طور پر ذہین وفطین تھے۔ اور ابتداء ہی سے بلند حوصلہ تھے ماں باپ کی طرف سے عمدہ تربیت اور گہری نگہداشت کا اثر بھی تھا کہ آپ کبھی تعلیمی مشاغل سے غافل نہ ہو سکے فطرت کا یہ عالم تھا کہ حضرت خود اپنی زبانی بیان فرماتے ہیں، ایک مرتبہ پرائمری اسکول کے مدرس نے بچوں کی تعلیمی جانچ کرنے کے لیے ریاضی کے چند سوالات لکھوائے اور کہا کہ ابھی ان سوالوں کا حل مطلوب ہے۔ چنانچہ مدرس نے ایک سوال کا املا کرانے کے بعد سوال دوبارہ پڑھا تاکہ سوال صحیح کر لیں ادھر جب تک مدرس سوال دہرا کر فارغ ہوئے تب تک میں اس سوال کا حل بھی لکھ چکا تھا۔ اسی طرح دوسرے سوال کو بھی حل کر دیا اسی طرح تیسرا سوال بھی حل کر دیا مدرس سوالات کا املا کرا کے ابھی چند لمحے ہی بیٹھے ہوں گے اتنے میں اپنی کاپی لے جا کر میں نے استاد کے آگے رکھ دی استاد نے پوچھا کیا جواب نہیں لکھنا ہے کیا؟ میں نے کہا جناب میں جواب لکھ چکا ہوں۔ استاد کو یقین نہ آیا بلکہ ان کو شک ہو گیا کہ شاید میں نے کسی جگہ سے جواب نقل کر لیا ہے چنانچہ انہوں نے میری جگہ کی تلاشی لی مگر انہیں کچھ نہ ملا اور بغیر درست حل پر ان کے تعجب کی انتہا نہ رہی‘‘

اور آپ کی حوصلہ مندی بھی فطری صفت تھی آپ کبھی غیر متوقع پیش آمدہ حالات سے نہ گھبراتے چنانچہ حضرت فرماتے ہیں جس وقت میری عمر سات سال کی تھی میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شام کے وقت پڑھ کر گھر واپس آرہا تھا بارش کا موسم تھا رات تاریک تھی راستہ میں میرا پیر ایک نرم وگداز شے پر پڑا میں نے فوراً پاؤں اٹھایا مگر اتنی ہی تیزی سے وہ شے میرے پیر میں لپٹ گئی فوراً ہی یہ محسوس ہو گیا کہ یہ سانپ ہے مگر نہ کوئی گھبراہٹ کا اظہار اور نہ ہی کوئی چیخ وپکار بلکہ بڑے ہی حوصلے کے ساتھ پیر کو جھٹکا دیا اور لپٹا ہوا سانپ دور جا کر دیوار سے ٹکرایا اور پھر میں تیزی سے اپنے گھر جا کر پہنچا۔

مولانا نے بچپن میں ابتدائی تعلیم میں اس وقت کا مروجہ پرائمری کا نصاب مکمل کیا جس میں غالباً اردو فارسی، دینیات ریاضی اور جغرافیہ جیسے مضامین شامل تھے آپ روز اول ہی سے پڑھنے میں ممتاز رہے اور ہمیشہ استاد کی نگاہ میں

میں مقبول و محبوب رہے۔

آپ کا زمانہ طالب علمی: آپ نے شعبہ دینیات دارالعلوم دیوبند میں پڑھا اور اس کے بعد ۱۳۴۵ھ میں مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا۔ اور بڑی لگن اور محنت سے اسباق میں پابندی کرتے رہے چار سال بعد ۱۳۴۹ھ میں آپ مادر علمی دارالعلوم کی آغوش میں پہنچے اس وقت چمن زار دارالعلوم دیوبند طوطیان علوم و فنون کی سحر انگیز نواؤں سے گونج رہا تھا ہر شعبہ کا استاذ نہ صرف مطلق استاذ تھا بلکہ وہ اپنے متعلقہ فن کا امام تھا ہر استاذ کا اپنی اپنی جگہ پر ایک بلند مقام تھا۔ آپ کی بہت بڑی خوش نصیبی تھی کہ آپ کو مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں طالب علمانہ حیثیت سے استفادہ کرنے کا عظیم و سنہرا موقع حاصل ہوا چنانچہ آپ نے اس سنہرے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند میں رہتے ہوئے درس نظامی کے نصاب کی تمام کتابیں اپنے جید اساتذہ سے پڑھیں دوران تعلیم آپ اپنی جماعت کے طلبہ میں ہمیشہ نمایاں رہے آپ ہر روز کا سبق اسی دن بڑی محنت سے یاد کر کے اس کا تکرار کرتے اور اساتذہ کے پڑھائے ہوئے اسباق پر تقریری نوٹ بھی تیار کرتے تھے۔ یہ بات ان کے مزاج کے بالکل خلاف تھی کہ آج کا سبق آج کے بجائے کل پر یاد کرنے کے لیے چھوڑ رکھا جائے۔ یا پھر امتحانات کی تیاری کے دنوں پر اس کو ملتوی کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت فرماتے ہیں "ہمارا تو یہ معمول تھا کہ اپنے اسباق کو روزانہ تازہ تازہ دوہرا لیتے۔ پھر اس کا مطالعہ اور تکرار کرتے اور اس پر تقریری نوٹ بھی تیار کر لیتے تھے۔ اور جب امتحانات کا اعلان ہوتا تو تمام طلبہ تو کتابوں کے ساتھ شب بیداری میں مبتلا ہو جاتے اور ہم اپنے امتحانات کی تیاری تو قبل از وقت ہی مکمل کر چکے ہوتے تھے۔ اس لیے ان دنوں میں خوب آرام سے سوتے تھے تاکہ امتحان کے لیے دماغ پرسکون رہے یا پھر چونکہ نوجوانی تو تھی ہی اس لیے شوخیاں بھی ظاہر ہوتی تھیں کہ کبھی کسی ہم جماعت طالب علم کے تکرار میں جا کر بیٹھ جاتے اور اشکالات شروع کر دیتے وہ بے چارہ تو امتحانی تیاری میں تکرار کا اہتمام کرتا اور ہم اس کو چھیڑتے کیونکہ ہم پہلے سے وہ سارے اسباق یاد کر چکے ہوتے تھے جن اسباق کا وہ تکرار کر رہا ہوتا تھا۔

اگرچہ طالب علمانہ زندگی میں استعداد اور ذہانت کی وجہ سے تھوڑی سی شوخیاں ہوتی ہی تھیں اس کے باوجود حضرت کے اس معمول سے ان طلبہ کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو یا تو روزمرہ اسباق میں غفلت کرتے ہیں یا پھر امتحانی ایام میں محض پاس ہونے کی غرض سے کتابوں کے ساتھ شب و روز ایک کر دیتے ہیں اور بقیہ ایام میں کتاب سے غافل رہتے ہیں۔ اقبال نے ایسے ہی طالب علموں کے لیے کہا تھا

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

چونکہ طالب علمانہ زندگی صحیح معنوں میں وہی اچھی ہوتی ہے جس میں طالب علم حصول علم و تربیت اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا رہے اور لہو و لعب سے اور لغو چیزوں سے اجتناب کرتا رہے ورنہ اس کے نقصانات ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔ مادی طور پر اور معنوی طور پر بھی اس کی تصدیق حضرت کی زندگی کے ایک واقعے سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت فرماتے ہیں ہمارے والدین اور اساتذہ ہمیں آتش بازی اور دیگر کھیلوں سے عموماً منع کرتے تھے مگر ہمارے چند ساتھیوں نے اصرار کیا کہ اس سال تو آتش بازی بنانی ہے اور کھیلنی بھی ضرور ہے چنانچہ ہم نے آتش بازی بنائی اور جب اس کو کھیلنے کا وقت ہوا تو ہم نے آتش بازی اپنے ہاتھ میں پکڑ لی اور ماچس کی تیلی جوں ہی اس کو لگائی وہ تیزی سے بجائے فضاء میں جانے ہماری آستین کے اندر آ گئی اور آستین کو جلاتی ہوئی فضاء کی طرف روانہ ہو گئی ایسی حالت میں ہاتھ کا بچ جانا مشکل ہی تھا چنانچہ ہمارا ہاتھ بھی جلا آستین بھی جل گئی اور اس حالت گھر آئے تو رسوائی ساتھ ساتھ آئی باقی والدین کی طرف سے تنبیہات اس کے علاوہ رہیں مگر چونکہ صبر و ہمت اپنی طبیعت تھی اس لیے تکلیف کا اظہار نہیں ہونے دیا۔"

آپ نے اپنی طالب علمانہ زندگی میں تقریر و تحریر میں بھی جہد مسلسل کو قائم رکھا اور اس میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ایک محترم رشتہ دار گھر پر تشریف لائے وہ غالباً آپ کے بہنوئی یا بڑے بھائی کا ذکر کیا تو انہوں نے میری تعلیمی سرگرمیاں معلوم کیں تو جملہ کوائف سے ان کو آگاہ کیا تو انہوں نے میری لکھی ہوئی کاپیاں دیکھیں تو فرمایا کہ تمہاری تحریر تو بڑی گندی ہے یہ تو بالکل ہی خراب خط ہے۔ یہ بات سن کر میرے دل کو صدمہ ہوا مگر میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ اپنی تحریر عمدہ سے عمدہ کر کے دکھاؤں گا پختہ ارادہ کر لیا اور اس کے بعد سے اس پر بھی محنت شروع کر دی چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد پھر وہی مہمان ہمارے گھر آئے تو میں بطور خاص اپنی کاپیاں لپیٹ کر ہاتھ میں لے کر موصوف کی خدمت میں پہنچ گیا۔ سلام کلام کے بعد انہوں نے خیریت معلوم کی پھر پوچھنے لگے کہ یہ ہاتھ میں کیا چھپا رکھا ہے تو چونکہ شوخی تھی ہی میں نے جواب دیا۔ یہ آپ کے مقصد کی چیز نہیں ہے۔ تو اس پر اصرار کیا کہ یہ دکھاؤ تو سہی کہ کیا ہے بہرحال میں تو وہ چیز اسی نیت سے لے کر گیا ہی تھا کہ ان کو دکھاؤں گا چنانچہ کافی اصرار کے بعد میں نے وہ کاغذات کا لپٹا ہوا مجموعہ ان کے سامنے رکھ دیا۔ انہوں نے دیکھ کر کہا کہ دیکھو یہ تحریر خوبصورت ہے اسی طرح تم کو لکھنا چاہیے تو میں نے کہا کہ جی! یہ میری ہی تحریر ہے۔ تو وہ بڑے متعجب ہوئے اور پھر میری محنتوں کی بڑی داد دی۔

آپ نے دوران تعلیم امتحانات میں ہمیشہ امتیازی نمبرات حاصل کیے۔ چاہے وہ مدرسہ کے امتحانات ہوں یا دیگر امتحانات چنانچہ دارالعلوم سے فراغت کے بعد آپ نے یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان دیا جس میں آپ کے کئی اور ساتھی بھی شریک تھے جنہوں نے اس امتحان کی بھرپور تیاری بھی کی تھی اور اس زمانے میں بورڈ کے امتحانات خاصے مشکل ہوا کرتے تھے۔ آپ نے امتحان والی رات میں جم کر کتابوں کا مطالعہ کیا اور رات بھر نہیں سوئے صبح اٹھ کر امتحان گاہ میں جب پہنچے تو امتحانی کاپیاں اور سوالیہ پرچے حاصل کر کے اپنے امتحان ہال کے نگران سے کہا کہ میں اپنی سیٹ پر بیٹھا بیٹھا ایک گھنٹہ سو جاتا ہوں آپ ایک گھنٹہ بعد مجھے میری کاپی اور پرچہ دیجیے گا کیونکہ میں رات بھر کا جاگا ہوں اس وقت دماغ تھکا ہوا ہے۔ چنانچہ آپ ٹھیک گھنٹہ بھر سو کر بیدار ہوئے چپراسی سے ایک گلاس پانی طلب کیا۔ آنکھوں پر چھینٹے مارے اور پھر کاپی لے کر لکھنا شروع کیا تو مطلوبہ سوالات کو حل کر کے وقت ختم ہونے سے قبل ہی کاپی جمع

کردی۔ جب کہ امتحان کا وقت ختم ہو گیا تھا نگران کو تعجب ہوا کہ یہ کیسا لڑکا ہے کہ سوتا رہا اور پھر وقت ختم ہونے سے قبل جوابات بھی مکمل کر لیے۔ جب اس امتحان کا نتیجہ آیا تو پتہ چلا کہ آپ تو اچھے نمبرات سے کامیاب ہو گئے اور باقی تمام ساتھی جنہوں نے اس امتحان کی بھرپور تیاری کی تھی وہ سب فیل ہو گئے تمام ساتھی پوچھا کرتے کہ بھئی تم نے کون سا ایسا عمل کیا کہ تم تو کامیاب ہو گئے اور ہم سب فیل ہو گئے؟ بہرحال یہ تو آپ کی خداداد ذہانت تھی۔ کہ آپ کبھی ناکامی سے دوچار نہیں ہوئے۔ آپ نے ۱۳۵۱ھ میں دورہ حدیث پڑھا اور ۱۳۵۲ھ فنون معقولات کے شعبہ سے فراغت حاصل کی۔

اساتذہ کرام :۔ آپ نے جن اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے اور جن کی علمی و عملی زندگی سے استفادہ کیا ہے ان میں کا ہر فرد علم و فن کے افق پر چمکتا ہوا ایک ستارہ معلوم ہوتا ہے ہر ایک کی شخصیت بے مثال ہے آپ نے چونکہ دارالعلوم کی علمی فضا سے ایک طویل عرصہ تک استفادہ کیا ہے اس لیے اساتذہ کی فہرست بھی طویل ہے تاہم ان میں سے وہ اساتذہ عظام جو درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی بلند مقام رکھتے ہیں اور دیگر خصوصیات کی وجہ سے معروف ہیں۔ ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ المعقول والمنقول حضرت مولانا علامہ محمد ابراہیم بلیاوی، شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب امروہوی، شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، شیخ المعقولات حضرت مولانا رسول خان سرحدی، فقیہ کامل حضرت میاں سید اصغر حسین صاحب دیوبندی، استاذ فقہ و حدیث حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب دیوبندی یہ تمام اساتذہ اپنی صلاحیت علم و عظمت شان کی وجہ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ بھی آپ کے کئی اساتذہ ہیں جن سے آپ نے اکتساب علم کیا ہے۔

حضرت مولانا معراج الحق صاحب اپنے ان تمام اساتذہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور اساتذہ کی زندگیوں کو اپنے لیے نمونہ عمل سمجھتے تھے۔ اکثر و بیشتر آپ اپنے اساتذہ کے واقعات سناتے رہتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا۔ مولوی صاحب علم کے عاشق تو ہم نے دیکھے ہیں! حضرت مولانا ادریس کاندھلوی کو ہم نے دیکھا کہ وہ ہمہ وقت اپنے فارغ اوقات میں اپنے ذاتی کتب خانے میں ہوتے فن وار کتابوں کا الگ الگ خانہ بنا ہوا تھا۔ ایک طرف تفسیر ہے تو دوسری طرف حدیث ہے تو کہیں ادب عربی ہے اور ایک طرف فقہ ہے، وغیرہ وغیرہ اور ایک کونے میں ایک مشکا رکھا ہوتا تھا اور وہیں ایک ڈبہ میں ستّو ہوتا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ آپ تفسیر کا کام کر رہے ہیں مطالعہ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں جب وہاں سے طبیعت بھر گئی تو عربی ادب کے حصہ میں پہنچ گئے وہاں مطالعہ کیا اور لکھنے لگے وہاں سے تھکے تو فقہ کے خانہ میں پہنچے غرض اسی طرح وہ لپنے آپ کو مختلف فنون میں مشغول رکھتے اور جب کچھ زیادہ تھکن محسوس ہوتی تو مٹکے کے اوپر سے مٹی کا پیالہ لیا اس میں پانی ڈالا تھوڑا سا ستّو ملایا اور پی لیا پھر کام شروع کر دیا اسی طرح مسلسل وہ محنت کرتے رہتے۔

حضرت والا ان واقعات کو بڑے تاثر قلبی کیا تھ سناتے تھے چنانچہ آپ نے بھی اپنی زندگی اپنے اساتذہ کے طرز پہ ہی گزاری۔

عملی زندگی کا آغاز :۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اپنی عملی زندگی میں قدم رکھا تو ۱۳۵۳ھ میں عروس البلاد بمبئی پہنچے جہاں آپ نے مدرسہ ہاشمیہ زکریا مسجد میں تدریس کا آغاز کیا آپ نے جس وقت یہ تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تھا اس وقت آپ کی عمر مشکل سے ۲۴ یا ۲۵ سال ہوئی ہوگی، پانچ سال کا عرصہ گذرنے کے بعد آپ بمبئی سے منتقل ہو کر علاقہ دکن کے شہر گلبرگہ کے مدرسہ دینیہ روضتین میں تشریف لے گئے وہاں بھی چار سال تک تدریسی و انتظامی مشغلہ رہا۔ اس عرصہ میں آپ نے بہت سے مشاہدات اور تجربات کا وافر حصہ حاصل کر لیا تھا۔ کہ دارالعلوم دیوبند میں اساتذہ کی ضرورت پڑی تو آپ کی قسمت نے مادر علمی کی طرف راہ یابی کی اور آپ نے اس طرح بمبئی کے بعد گلبرگہ کو بھی خیرباد کہہ دیا۔

دارالعلوم دیوبند میں تقرری :۔ بمبئی اور گلبرگہ کی دینی درسگاہوں کو اپنے علوم سے محظوظ کرنے کے بعد ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء میں آپ مادر علمی دارالعلوم میں مدرس کی حیثیت سے تشریف لائے۔ اور آپ نے ابتدائی درجات کی کتابیں پڑھانی شروع کیں۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند میں اپنی تدریسی زندگی میں معیار ترقی کو تدریجی مراحل میں طے کیا آپ کو تدریس کے دوسرے ہی سال مقامات، مختصر المعانی اور ہدایۃ الحکمت جیسی کتابیں مل گئیں آپ نے اسباق میں پابندی اور اصول پسندی کو شروع ہی سے اپنائے رکھا اور رفتہ رفتہ ترقی کرتے گئے حتیٰ کہ آخر میں آپ کئی سال تک ترمذی اور ہدایہ اخیرین اور دیوان حماسہ پڑھاتے رہے

انداز تدریس اور مقبولیت :۔ آپ کا تدریسی اسلوب صاف ستھرا، واضح اور عام فہم تھا۔ مسائل کی تفہیم کا بڑا نرالا اور سادہ انداز تھا۔ مشکل سے مشکل مباحث دوران درس آتے تو بھی کوئی فرق محسوس نہ ہونے دیتے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو سمجھاتے وقت ایسا علیٰ وجہ البصیرت کلام فرماتے کہ معلوم ہوتا کہ آپ ترجمان نہیں بلکہ خود صاحب بیان ہیں اور آپ استاذ ہی نہیں بلکہ خود صاحب کتاب ہیں۔ آپ کا طرز بیان جو شیدہ کلامی سے پاک سنجیدگی کا حامل تھا۔ جب کبھی کوئی مشکل بحث آتی یا کوئی دقیق مسئلہ آتا جو محض نظری ہوتا اس کی بھی ایسی محسوساتی مثال پیش کرتے کہ ہر طالب علم بآسانی سمجھ لیتا۔ آپ نے اپنی تدریسی زندگی میں اپنے اساتذہ کی زندگیوں کو مشعل راہ بنائے رکھا اور اس کی بناء پر آپ کو زبردست مقبولیت حاصل ہوئی آپ نے خود اپنی زبانی بیان فرمایا کہ جب مجھ کو مقامات حریری پڑھانے کو دی گئی تو اس وقت دارالعلوم کی علمی فضاء میں ایک عجیب سی کیفیت محسوس ہو رہی تھی طلباء اور اساتذہ میں یہی چرچہ تھا کہ یہ نوجوان شخص اس کتاب کا حق کیا ادا کر سکے گا جسے کئی سالوں سے حضرت شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب پڑھاتے رہے مگر میں اس ماحولیاتی فضا سے مرعوب بالکل نہیں ہوا۔ بلکہ جب میں درسگاہ میں سبق پڑھانے کے لیے گیا تو مجھ کو حضرت شیخ الادب کا انداز نشست، حرکات و سکنات، اسلوب تکلم اور اشارات و کنایات سب معلوم تھے چنانچہ میں نے سبق میں حضرت شیخ الادب کی ہر عمل میں پوری پوری نقل اتارنی شروع کر دی۔ پہلا دن گزرا دوسرا دن

باقی صـ۲۵ پر

معرکہ حق و باطل میں حق کی جیت

از حافظ محمد یونس سعدی جروار

انسان حق پر ہو اگرچہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو حق کی آواز صداقت کا پرچم ہاتھوں میں تھامے چلے تو اکثریت میں سے اقلیت ہو کر اپنی منزل پر ثابت قدمی کے ساتھ پہنچ جاتا ہے۔

تاجدار نبوت حضورؐ کی آمد سے قبل جب پوری انسانیت گمراہی کی راہ پر نہایت یکسوئی کے ساتھ گامزن تھی۔

ظلم اور ستم کا بازار گرم تھا خون خرابہ لوٹ مار عروج پر تھی صنف نازک جسے عام لفظوں میں عورت کہتے ہیں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔

انسانیت سسکتی ہوئی دم توڑ رہی تھی فی الجملہ پوری انسانیت کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔

ایسے دور میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کا فیصلہ فرمایا اور اپنے محبوب ترین بندے جناب رسول کریمؐ کو دنیا میں بھیجا۔

آپؐ نے روشن تعلیمات سے چار عالم کو روشن کیا۔ جس کی روشنی آج تک چہار سو پھیلی ہوئی ہے۔ گمشدہ انسان کو راہ صراط مستقیم پر رواں دواں کیا اور انسان کو اپنا قیمتی ہونے کا بتایا اور کہا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے۔

ایسی زیور آراستہ تعلیم ہم تک لانے والے اللہ رب العزت کے حبیب رسول ہی تو ہیں جو گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نکال کر روز روشن کی طرح روشنی میں لایا۔ سسکتی ہوئی انسانیت کے مردہ روح میں روشن تعلیم بھری۔ ایسے شفقت بھرے تاجدار نبوت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے راستہ صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ آپؐ توحید کی دعوت دیتے رہے۔ آپؐ رحمت عالم تھے کفار آپ کی سچائی اور دیانت کے معترف تھے حق کی شمع پوری دنیا میں جلانے آئے تھے۔

ان سب باتوں کے باوجود باطل نے طرح طرح کی شکلیں دھار کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نمودار ہوا۔

قربان جائیے رحمت عالم پر کہ وہ تکلیفوں اور تمام تر مصائب کو برداشت کرتے رہے۔ حق اور سچائی کا پیغام دیتے رہے۔

حق و صداقت پر چلنا آسان ہوتا تو رحمت عالم پر اتنی مشکلات کبھی نہ آتی رہتی دنیا کا یہی دستور ہے کہ زمانہ حال میں بھی حق کہنے والوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں۔ اگر حق کہنے پر ثابت رہے تو کامیاب ہو گئے ورنہ باطل بہا کر لے جاتا ہے۔

حق تیز آندھی یا طوفان نہیں ہوتا جو باطل کو بہا کر کے لے جائے بلکہ حق سورج کی ہلکی سی کرن ہوتی ہے جو فتح کا پیغام دیتی ہے۔ حق و صداقت بہت سخت جان ہوتے ہیں۔

پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے...... دریاؤں کے راستے بدل سکتے ہیں.... پتھر ریزہ ریزہ ہو سکتے ہیں۔ .... مگر حق اور صداقت سزا کی آگ تکلیف اور مصائب کی بھٹی میں اور پختہ اور مضبوط ہوتے ہیں۔

کیونکہ باطل پیدا ہی مٹنے کے لئے ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جآء الحق وزھق الباطل
إن الباطل کان زھوقا

ترجمہ: حق آیا باطل کافور ہو گیا یقیناً باطل مٹنے کے لئے ہی ہے۔

باوجود اس کے باطل نے ہر دور میں سر اٹھایا اور حق نے باطل کو سرنگوں کر دیا باطل نے ہر طریقہ اپنایا مثلاً (۱) حق اور صداقت کی زبان بندی (۲) زدوکوب کرنا لاٹھی چارج (۳) غلط پروپیگنڈہ کرنا (۴) قید و بندی صعوبتیں (۵) جلاوطنی جائیداد ضبط (۶) حق کو مٹانے کے لئے قتل کے منصوبے۔

خود حضور اکرمؐ پر باطل قوتوں کے حملے ملاحظہ ہوں (از تاریخ الاسلام)

مکان کی دعوت میں تبلیغ کے موقع پر ابولہب کی ڈانٹ ارے کمبخت کیا تو نے ہمیں اسی واسطے جمع کیا تھا معاذ اللہ۔

(۱) یعنی حق اور صداقت کی زبان بندی۔

حضرت بلالؓ حضرت عمارؓ جیسے صحابہؓ کو مارنا پیٹنا حضرت عمارؓ کی والدہ خاتون جنت سمیہؓ کو ابوجہل کا شرمناک طرح پر شہید کرنا۔

(۲) زدوکوب اور لاٹھی چارج

حضرت عثمان غنیؓ کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر باندھ دینا نیچے سے دھواں دینا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مع دیگر ساتھیوں کے محصور کرنا۔ یعنی قید و بندی صعوبتیں

(۳) کفار کا پروپیگنڈہ کہ حضور اکرم کی بات مت سنو وہ کذاب ہیں۔

(۴) یعنی حق کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرنا۔

(۵) حضور اکرمؐ اور صحابہؓ کا ہجرت کر کے حبشہ جانا مدینہ جانا۔ ان کی جائیدادوں پر کفار کا قبضہ اور حکماً جلاوطنی نہیں مگر نکلنے پر مجبور کر دینا عملاً جلاوطنی ہے (حکماً معنوی)

(۶) شب ہجرت سے پہلے دن تاجدار نبوتؐ کے متعلق دارالندوہ میں قتل کا مشورہ ہونا اس کے لئے آمادگی۔ یعنی قتل کرنا۔

تاجدار نبوت رحمت عالم ان سب مصائب کے باوجود امت مسلمہ کو راہ حق پہ لے کر چلتے رہے۔

آخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ ان

تکلیفوں اور مصائب کے باوجود حق اور صداقت کا پرچم لے کر باطل کے پرچم کو سرنگوں کرتے رہے اور آخر آفتاب کی بجلی سی کرن معرکہ حق و باطل کی نوک جھونک دیکھنے کے بعد بڑے فاتحانہ طور پر ابھر کر افق عالم پر چمکی اور تمام دنیا کو اپنی روشنی سے منور کیا آفتاب نبوت سے قبل تمام غلط کاریاں اور سیاہی کے بادل چھٹ گئے۔

یوں تاجدار نبوت رحمت عالم ﷺ کی شب و روز کی محنت رنگ لائی اور معرکہ حق و باطل کی جنگ میں باطل اپنی موت مر گیا۔ دنیا میں حق و صداقت کا گیت بجنے لگا۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آج پھر باطل نے قادیانیت کی شکل میں آکر سادہ لوح مسلمانوں کو مکر اور فریب کے جال میں پھنسا کر امت محمدیہ سے غلط طور توڑنا چاہا تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور علماء کرام حق کا پرچم اٹھائے کفر کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے میدان حق میں کود پڑے اور آخری سانس تک لڑتے رہے۔

اس میدان میں امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری اور ختم نبوت کے ہزاروں جیالوں کو ہر طرح کی تکلیفوں اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔

اس میدان کارزار میں تاجدار نبوت کے جیالوں نے سینکڑوں قیدو بند مقدمات حتیٰ کہ جان کی بازی لگادی۔

آخر انگریزوں کے جیالے خود کاشتہ پودے حق کا پرچم اٹھانے والے ختم نبوت کے جیالوں نے مرزا اور اس کے چیلوں پر پاکستان کی زمین تنگ کر دی اور یوں باطل قادیانیت اپنی موت مر گیا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پاکستان میں ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں قادیانیت کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔ محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ امیر شریعت ؒ مولانا لال حسین اختر ؒ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی مولانا محمد علی جالندھری مولانا یوسف بنوری کی روحیں نازاں ہوں گی کہ ختم نبوت حب رسول ﷺ کے پروانے آج بھی ہمہ وقت قادیانیت کے تعاقب میں ہیں۔

اے ختم نبوت کے سرشار جیالو مجاہدو اپنے اسلاف کی جرأت اور ہمت کا نمونہ بن کر حق کا پرچم اٹھائے فتح کے گیت گاتے جاؤ۔

حق اور صداقت کا پرچم تمہارے ہاتھ میں ہے۔۔

باطل تو مٹنے کے لئے ہی آیا ہے......

کیا خدا کا یہ فرمان تمہارے سامنے نہیں۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

گزشتہ سے پیوستہ

عقیدۂ ختم نبوت معیار ایمان ہے اور اس کا منکر بالاتفاق خارج از اسلام ہے۔

تحریر: قاری عبداللہ صاحب

ختم نبوت اور احادیث!

اسی طرح دو سو سے زائد احادیث ختم نبوت کے متعلق موجود ہیں اور اسی پر امت کا عقیدہ قائم ہوا کہ قرآن مجید کی کسی آیت اور احادیث میں سے کسی حدیث میں سلسلہ نبوت جاری رکھنے کی خبر نہیں دی گئی نہ صحابہ نہ تابعین اور نہ مابعد زمانہ میں کسی کا یہ عقیدہ رہا پس قرآن و حدیث سے متفقہ طور پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی رسول نہیں ہے۔ جس آیات قرآنیہ سے مبحوث عنہا مسئلہ ثابت ہوا اسی طرح چند احادیث بھی زیب قرطاس کرتا ہوں کہ احادیث بھی اس باب میں لاتعداد وارد ہیں چنانچہ بخاری و مسلم میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان لی اسماء انا محمد وانا احمد...... الی وانا العاقب الذی لا نبی بعدہ۔ یعنی میرے بہت نام ہیں میں محمد ہوں احمد ہوں اور میں وہ آخری نبی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی طرح ایک اور حدیث امام ترمذی نقل فرماتے ہیں:۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی۔ صحیح ترمذی۔

عن النبی اما متہ مرفوعًا انا آخر الانبیاء و امتی آخر الامم (ابن ماجہ)

عن ابی ھریرۃ مرفوعًا لیس یبقی بعدی من النبوۃ الا الرویا الصالحۃ (نسائی)

ختم نبوت اور اجماع

(۱) علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ اس امت میں پہلا اجماع دعوی النبوۃ کی وجہ سے مسیلمہ کذاب کے کفر و ارتداد پر وجود میں آیا اور اسی طرح یہ اجماع بلا فصل مدعی نبوت کے قتل و ارتداد پر قرناً بعد قرن جاری رہا اور تشریعی و غیر تشریعی نبوت کی کوئی تفصیل نہیں

پوچھی گئی دخاتم النبیین تیغ انور)

(۲) ملا علی قاری لکھتے ہیں:۔

دعوی النبوۃ بعد نبینا کفر بالاجماع. شرح اکبر صفحہ ۲۰۲۔

اس کے علاوہ عام کتب تفاسیر اور شروح اور کتب کلام میں بھی مدعی نبوت کے کفر پر اجماع امت کی تصریح کی گئی ہے جس سے اس مسئلہ کا متفق علیہ ہونا بالیقین ظاہر اور باہر ہے۔

ختم نبوت اور درایت

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کے لئے ابتداء و انتہاء ہوتی ہے لہذا اسی طرح نبوت کے لئے بھی ابتدا اور انتہاء ہونی چاہئیے پس ابتدائے آفرینش میں انسان جب عقل و شعور کے اعتبار سے ناپختہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے حکمت بالغہ سے اس کی بتدریج تربیت فرمائی اور اسے راہ مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے انبیاء کرام کی بعثت کا سلسلہ جاری فرمادیا ہر پیغمبر اس انمول جوہر پر محنت فرماتے رہے اور اس کی عقل و فہم کے مطابق احکامات الٰہی اس کے سامنے پیش کرتے رہے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک شعور انسانی نشوونما مکمل ہوئی تو ضرورت تھی کہ اس وقت انسان کو کامل شریعت اور نبوت کی نعمت عطا کی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت!

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔

میں اعطاء شریعت کاملہ کا اعلان کر دیا اور آیت

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔

میں اس کی حفاظت کا وعدہ بھی فرما دیا تاکہ نوع انسانی کو آئندہ کسی نئے نبی کی ضرورت نہ رہے کیونکہ نبی کے آنے کا مقصد یا تکمیل دین ہے یا حفاظت دین یہ دونوں مکمل ہو چکے باقی تبلیغ دین علماء اور امت کا کام ہے جس کیلئے کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے جیسے اس آیت سے واضح ہے۔ آیت:۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر۔

اور حدیث نبویؐ کی پیش گوئی کے مطابق، حدیث، "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"

یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں ظاہر بات ہے کہ انبیاء کے ساتھ تشبیہ تبلیغ دین کرنے میں ہے کہ میری امت کے علماء بھی پورے دین کے داعی اور مبلغ ہیں پس جب تبلیغ کے واسطے علماء امت کو منتخب فرما دیا تو نئے نبی کی حاجت بالکل ہی نہیں رہی لہذا عقلاً بھی ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری پیغمبر ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ آمین)

امیر شریعت حضرت مولانا

سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ

؎ وہ مقتل حیات میں بھی سر کے بل چلے

از: ابوالحسین مولانا منظور احمد شاہ آسی مانسہرہ

برصغیر کی آزادی اور انگریز کی مخالفت میں امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاریؒ اور مجلس احرار اسلام کا ایک بہت بڑا حصہ ہے برطانوی بادشاہت کو جس طرح آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکارا اور انگریز کے ٹوڈیوں کا جس طرح مقابلہ کیا وہ شاہ جیؒ کا کردار واضح کرنے کے لئے کافی ہے، ۱۹۳۶ء کی بات ہے کہ پنجاب کے اندر انتخابی معرکہ زوروں پر تھا مشہور قادیانی آنجہانی ظفر اللہ خان کا بھائی چودھری اسد اللہ ایڈووکیٹ ضلع سیالکوٹ سے الیکشن میں کھڑا تھا انگریز حکومت کے تمام ٹوڈی سرکاری مشینری اور انتظامیہ اس کی حمایت میں کام کر رہی تھی حکومت وقت نے اس سیٹ کو اپنے وقار کا سوال بنا لیا تھا۔ جیسے یہ کیفیت تھی کہ اسد اللہ کے مقابلے میں کھڑا ہونے کے لئے کوئی مسلمان حامی ہی نہ بھرتا۔ آخر بڑی دوڑ دھوپ کے بعد چوہدری غلام رسول ستراہ کو امیر شریعت نے سمجھا کر اور یقین دلا کر مجلس احرار کے رضاکار ہر وقت آپ کے ساتھ ہوں گے اور کام کریں گے آپ فکر نہ کریں۔ اور یہ بھی شاہ جیؒ نے کہا کہ "دیکھو غلام رسول! اس وقت پیغمبر اسلام کی عزت کا سوال ہے غیر ملکی حکومت کا نمائندہ (وائسرائے ہند) کہتا ہے کہ تم ظفر اللہ کو مسلمان نہیں سمجھتے حالانکہ حلقے کے مسلمان ووٹر ہی اس کو منتخب کرکے بھیجتے ہیں" غلام رسول صاحب! اگر آج اس سیٹ سے کوئی قادیانی کامیاب

ہو کر چلا گیا تو قیامت کے دن تم مجرم قرار پاؤ گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دینی خوبیوں سے نوازا ہے۔ برادری میں بھی تمہارا اثر و رسوخ ہے دولت بھی تمہارے پاس ہے (حیات امیر شریعت ص ۲..)

جب چوہدری غلام رسول صاحب نے یہ باتیں سن لیں تو کہا شاہ جی میں بہت سیاہ کار ہوں اس کے باوجود اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں تیار ہوں لیکن میرے پاس برادری کی وہ قوت نہیں جو اسد اللہ کے پاس ہے روپیہ تو میں خرچ کر سکتا ہوں لیکن حلقہ اور برادری کے ذمہ دار لوگ شاید میرا ساتھ نہ دیں۔

چنانچہ چوہدری غلام رسول صاحب مجلس احرار اسلام کے ٹکٹ پر کھڑے ہو گئے۔ ایک طرف برطانوی گورنمنٹ کے تمام وسائل اسد اللہ خان کی دولت، پنجاب کے جاگیردار سرکاری مشینری اور انتظامیہ کام کر رہی ہے دوسری طرف چوہدری غلام رسول صاحب اور مجلس احرار اسلام کے دلیر، غیور اور سر پر کفن باندھ کر سرخ کرتے والے بہادر رضاکار ہیں ایک طرف حق ہے، دوسری طرف باطل اپنی تمام حشر سامانیوں کے ساتھ موجود ہے۔ پورے برصغیر کے مسلم عوام اور گورنمنٹ برطانیہ کے کارکنوں کی نظریں اس حلقہ پر مرکوز ہیں امیر شریعت بھی رات دن اس حلقے میں جگہ جگہ تقاریر فرما رہے ہیں مجلس احرار اسلام کے قائدین اور رضاکار بھی ان کے ساتھ ہیں تو دوسری طرف سے دھونس، رعب دھاندلی، دباؤ بھی ڈالا جا رہا ہے لیکن یہ قافلہ سالار کب ڈرنے والا تھا۔ بقول شاعر۔

؎ فاروق جن پہ فاش تھے رازِ رموزِ عشق
وہ مقتلِ حیات میں بھی سر کے بل گئے

امیر شریعتؒ نے پروگرام بنایا کہ نماز جمعہ سیالکوٹ کے مشہور قصبہ "گھوئینکے" میں ادا کریں گے اس قصبے کے مشہور جاگیردار چوہدری عبدالغنی گھمن کو پتہ چلا کہ امیر شریعت تشریف لانے والے ہیں تو مجلس احرار کے مرکزی رہنما مولانا صاحبزادہ فیض الحسن مرحوم کو پیغام بھیجا کہ شاہ جی نہ آئیں اور اگر ہمارے گاؤں آئیں تو تقریر نہیں ہوگی صرف عربی کا خطبہ پڑھ کر نماز پڑھا دیں اگر انہوں نے ہماری بات نہ مانی تو دنیا اس سے پہلے کہ ایک سید کو آج تک رو رہی ہے اب اس کو بھی روئیں گے۔ جب امیر شریعت کو پیغام پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ قبر کی رات باہر نہیں ہوگی میں جاؤں گا چنانچہ شاہ جی کے ساتھ دیگر رہنما اور قائدین بھی گھوئینکی پہنچ گئے۔ ادھر مخالفین بھی کلہاڑے لاٹھیاں، بندوقیں لے کر پہنچ گئے مسجد کی پہلی دو تین صفوں پر قبضہ کر لیا جب شاہ جی مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مخالفین پہلے سے تیار ہیں شاہ جیؒ نے جب تقریر شروع کی تو چوہدری عبدالغنی کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تقریر کی ضرورت نہیں صرف خطبہ پڑھ کر جماعت کرا دیں ہم نے آپ کو بتا دیا ہے پھر گلہ نہ کریں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو گئی ہے شاہ جی نے فرمایا اچھا میں ایک رکوع تلاوت کرتا ہوں آپ بیٹھ جائیں، شاہ جی نے تلاوت کے بعد فرمایا کہ اگر کہو تو ترجمہ بھی ہو جائے مخالفین نے کہا نہیں لیکن دوسرے لوگوں نے کہا شاہ جیؒ ترجمہ بھی ضرور ہو جائے۔ اب وہاں دو جماعتیں ہو گئیں امیر شریعتؒ نے ایسا ترجمہ کیا کہ قادیانیت کا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیا اور مرزا قادیانی کی تحریریں لوگوں کے سامنے پیش کیں تو مجمع پر سکوت طاری ہو گیا شاہ جی نے کروٹ بدل کر ایسی بے ساختگی اور بے خودی سے گرجدار آواز میں فرمایا کہ وہ دیکھو ملائکہ ہاتھوں میں قلم اور سامنے رجسٹر لئے بیٹھے ہیں جو مسلمان امیدوار چوہدری غلام رسول کو ووٹ دیگا اس کا نام جنتیوں میں لکھیں اور جو قادیانی اسد اللہ کو ووٹ دیگا اس کا نام دوزخیوں میں لکھا جائیگا لوگو! تمہیں خدا کی قسم ہے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو جو چاہتا ہے کہ ملائکہ اس کا نام جنتیوں میں لکھیں وہ ہاتھ کھڑا کرے چنانچہ تمام حاضرین نے سوائے چوہدری عبدالغنی اور اس کے ہمنواؤں نے ہاتھ اٹھا دیئے شاہ جی نے للکار کر فرمایا! عبدالغنی ہاتھ اٹھا دے ورنہ مارا جائیگا، تیرا اور تیرے ساتھیوں کا نام دوزخیوں میں نہ آ جائے!" شاہ جیؒ نے یہ الفاظ ایسے رعب دار اور گرجدار انداز سے کہے کہ چوہدری عبدالغنی نے بھی ہاتھ اٹھا لئے اس کے ساتھیوں نے بھی ہاتھ بلند کر دیئے بس پھر کیا تھا تمام مجمع سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے اس مرد قلندر نے بساط ہی الٹ کر رکھ دی اس کا اثر یہ ہوا کہ احرار اسلام کا امیدوار چوہدری غلام رسول صاحب بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گیا اور قادیانی اور برطانوی گورنمنٹ کا امیدوار خائب و خاسر ہوا یہ امیر شریعت کی حق گوئی بے باکی، دلیری، جرأت کی تابندہ مثال ہے، گورنمنٹ برطانیہ ورطۂ حیرت میں پڑ گئی، امیر شریعت عزم و ہمت تو نشانی تھی انگریز کے خلاف اپنے اسلاف کی طرح نفرت ان کے ذہن میں بیٹھی ہوئی تھی وہ فرماتے تھے کہ انگریز مسلمان کی روح کا قاتل ہے۔ نہ کسی غرض و مفاد و لالچ کو شاہ صاحب نے مد نظر رکھا نہ جھکے نہ بکے نہ دبے یہی ان کی زندگی کا حاصل تھا کہ انگریز کچلو جیسے ہو کے وہ مصلحت کے قائل نہ تھے ایسے سینکڑوں واقعات سے ان کی زندگی بھری پڑی ہے صدیوں کے بعد امیر شریعت جیسے لوگ پیدا ہوتے اور تاریخ کے انمٹ اوراق پر اپنے نقوش چھوڑ جاتے ہیں بقول شاعر۔

؎ کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

امیر شریعت کی عادت مبارکہ میں انتہائی تواضع تھی گو وہ تکبر سے نفرت کرتے تھے اس کے باوجود کہ برصغیر میں ہر طرف شاہ صاحب کی شہرت کا چرچا تھا۔ شاہ جی امرتسر میں رہائش پذیر تھے تقسیم سے پہلے کی بات ہے وہاں مسجد خیر الدین میں جمعہ پڑھانے کے لئے جایا کرتے تھے وہاں مسجد کے دروازے میں ایک خان بہادر صاحب کھڑے ہو کر شاہ جی کو سلام کرتے شاہ جی نے نہ تو کبھی ہاتھ سے اس کا جواب دیا نہ زبان سے اور نہ ہی کبھی اس کی طرف توجہ کی بلکہ گزر جاتے بعض دوستوں کو تعجب ہوا کہ ایسا کون سا جرم ان خان بہادر نے کیا ہے کہ شاہ جی ان کو معاف نہیں کرتے آخر کسی نے پوچھ ہی لیا شاہ جی نے فرمایا جب گھر پر ہوں گے تو یاد دلانا۔ جب گھر پہنچے

تو واقعہ یاد دلایا گیا شاہ جی نے آہ بھر کر فرمایا بھائی جو شخص انگریز کا وفادار اور مسلمانوں کا غدار ہو میں اس کے سوال کا جواب کیسے دے دوں۔ واقعہ سنایا کہ جب امرتسر میں مارشل لاء نافذ ہوا تو ایک مشتعل ہجوم نے اسی دوران ایک سرکاری بنک کے انگریز منیجر کو قتل کر دیا بڑی جستجو کے بعد بھی قاتل کا پتہ نہ چل سکا بیوی جو میم تھی اس نے بہت شور شرابا کیا اور قاتل کو سخت سزا دینے کا مطالبہ کیا، انگریز خود بھی قاتل کو تلاش کرنا چاہتے تھے سرکار کی طرف سے اشتہار جاری کیا گیا۔ جو قاتل کو پکڑائے گا اس کو معقول انعام بھی دیا جائے گا۔ اور آنریری مجسٹریٹ بھی بنایا جائے گا۔ اور خطاب بھی اس کو دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ انگریز نے اپنے خطاب یافتہ ٹوڈیوں کو بھی کہا کہ اب تمہارے امتحان اور وفاداری کا جانچنے کا وقت ہے تم تلاش کرو تمہیں مزید نوازا جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود بھی قاتل کا پتہ نہ چل سکا۔ اسی محلہ میں ایک بیوہ عورت اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ رہتی تھی جو انتہائی غریب تھی یہ صاحب اس عورت کے پاس گئے اور کہا تمہارا بیٹا اگر کہہ دے کہ میں نے بنک منیجر کو قتل کیا ہے تو میں اس کو بچا لوں گا کیونکہ اس قتل میں تمہارے بیٹے کا نام لیا جا رہا ہے اگر خود پولیس نے پکڑ لیا تو رہائی مشکل ہو جائے گی۔ اس بیوہ عورت کے بیٹے نے تھانہ اور عدالت میں اعتراف کر لیا حالانکہ وہ بے گناہ تھا انگریز نے اس نوجوان کو سزائے موت سنا دی یہ شخص اس کی ماں کو جھوٹی تسلی دیتا رہا کہ گورنر نے مجھ سے وعدہ کیا ہے رہا کر دیں گے وغیرہ وغیرہ اس صلے میں ان صاحب کو خان بہادر کا خطاب اور آنریری مجسٹریٹ کا منصب اور نقد رقم بھی مل گئی۔ ادھر ایک دن ایسا بھی آیا کہ بیوہ ماں کے بیٹے کی لاش پھانسی کے بعد گھر پہنچ گئی۔ جب ماں نے لخت جگر کی لاش دیکھی تو اس کی چیخیں نکل گئیں اور بے ہوش ہو گئی اس کو بیہوشی میں خان بہادر صاحب نے پھر اس بیوہ کی کبھی خبر گیری نہ کی۔ انسان کتنا خود غرض بن جاتا ہے ایک وقت آیا کہ بیوہ ماں بھی اپنے معصوم بچے کے پاس پہنچ گئی۔ ادھر خان بہادر کو مکافات عمل قدرت نے دکھانا تھا اپنے کیے کی سزا ملنی تھی انہی خان بہادر کا نوجوان بیٹا غنڈوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ خان بہادر صاحب سے ذہنی کشمکش کی بات پر نامراد ہو گیا آنریری مجسٹریٹی کا منصب بھی ہاتھ سے نکل گیا خان بہادر صاحب حادثے کا شکار ہوا اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اور اسی بے بسی کے عالم میں موت کے منہ میں چلا گیا۔ شاہ جی نے فرمایا کہ جب میں اس نوجوان کی بیوہ ماں کے وہ الفاظ اور چیخ

پکارا تو اس نے بیٹے کی لاش دیکھ کر کہا کہ بیٹا تو اس شخص کی شکل دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔ پھر حضرت شاہ صاحب نے آہ بھر کر فرمایا کہ دیکھو کتنی عجیب بات ہے انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے بیوہ ماؤں کے لخت جگر کٹوانے والے تو حکومت کے وفادار ہیں لیکن جن لوگوں کی زندگی کا سب سے بڑا دشمن انگریز کی مخالفت تھی جنہوں نے استخلاص وطن کے لئے بڑی بڑی قربانیاں پیش کیں جیلیں بھگتیں، عبور دریائے شور کی سزائیں جھیلیں جزائر انڈیمان میں قید تنہائی کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وہ غدار قرار دے دیئے گئے جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے مغربی سامراج کی مخالفت مجدد الف ثانی کے نام لیوا ولی اللہی قافلہ کے ہاں کا جز بن علمائے دیوبند کی زندگی کا ایک حصہ تھا آج بھی جزیرہ مالٹا کے در و دیوار سے جا کر پوچھئے وہ تمہیں گزرے دنوں کی کہانیاں ضرور سنائیں گے۔ جن لوگوں نے برطانوی گورنمنٹ

باقی صفحہ ۲۵ پر

شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافہ کا

متفقہ مطالبہ

حکومت تاخیری حربوں سے اسے متنازعہ بنا رہی ہے

قومی شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کا اضافہ تمام دینی جماعتوں اور تمام مکاتب فکر کا دیرینہ متفقہ دینی قومی اور آئینی مطالبہ ہے۔

- یہ اسلئے کہ شناختی کارڈ میں مسلم غیر مسلم کی تمیز نہ ہونے کے باعث قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے مقامات مقدسہ چلے جاتے ہیں۔ جو نہ صرف قرآن و سنت کے خلاف بلکہ مقامات مقدسہ کی توہین اور آئین پاکستان کی کھلی خلاف ورزی ہے۔
- قادیانی گروہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ نہ ہونے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو پاسپورٹ میں قادیانی لکھوا کر مغربی جرمنی لے جانے کے بہانے ارتداد پھیلا رہے ہیں۔
- ایک ہندو مسیحی یا مسلمان کو اپنا مذہب ظاہر کرنے یا لکھوانے پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ صرف قادیانی گروہ خود کو بجائے قادیانی کے مسلمان لکھوانے پر بضد ہے اور یوں وہ آئین پاکستان کی بغاوت پر کمربستہ ہے۔
- قادیانیوں کی حمایت میں بعض اقلیتی رہنما، جداگانہ طرز انتخاب، شریعت بل، تحفظ ناموس رسالت بل کی طرح اسکی بھی مخالفت کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ دو قومی نظریہ کا منطقی تقاضا ہے۔
- بعض سیاسی رہنما اسے فرقہ واریت کا پیش خیمہ قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ دو دستوں جداگانہ طرز انتخاب، شناختی کارڈ فارم یا پاسپورٹ، داخلہ فارم وغیرہ میں خانہ مذہب کے موجود ہونے سے فرقہ واریت نہیں پھیلی تو شناختی کارڈ میں خانہ مذہب کے اضافے سے کیونکر پھیلے گی۔
- حکومت اپنے تاخیری حربوں سے اسے معرض التواء میں ڈال کر ایک قومی متفقہ مسئلہ کو متنازعہ بنا رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر قادیانیت نوازی کی اور کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔
- صدر مملکت، وزارت مذہبی امور، اسلامی نظریاتی کونسل، چاروں صوبائی حکومتوں کی اس معقول مطالبہ کے حق میں رپورٹیں آچکی ہیں۔
- **میاں محمد نواز شریف صاحب سے ایک بار پھر درخواست ہے کہ خدارا ایک جائز دینی امر کو معرض التواء میں نہ ڈالیں۔ ملک عزیز کے مفاد کا تقاضا ہے کہ اس مطالبہ کو فوری پورا کریں۔**

آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

امیر التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی تبلیغی اجتماع میں رقت آمیز دعا کا انداز

اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف فرما یا اللہ ہماری لغزشوں کو معاف فرما۔ اے اللہ ہم قصوروار ہیں ہم خطا کار ہیں ہم گنہگار ہیں۔ ہم مجرم ہیں ہماری ساری زندگی خواہشات کی اتباع میں گزر گئی۔ اے خداوند قدوس ہم دنیا کو سامنے رکھ کر اس سے متاثر ہوگئے اور اسی کے یقین میں جذب ہوگئے۔ اور اسی کے طالب بن گئے اور اسی کے اندر اپنی ساری صلاحیتوں کو ہم نے ضائع کر دیا اے خدا ہماری محنت کے بگڑ جانے کے اس جرم عظیم کو معاف فرما۔ جس جرم عظیم سے ہزاروں خرابیاں ہم میں پیدا ہوگئیں اور ہزاروں ہمارے اندر کی دولتیں لٹیں اے خدا اس محنت کا بدلنا یہ ہمارا جرم عظیم ہے ساری اُمت کے اس جرم عظیم کو معاف فرما۔ اے خدا ساری امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جرم کو معاف فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس محنت پر ڈال کر گئے اس محنت کو چھوڑ کر ان محنتوں میں الجھ گئے جن محنتوں سے نکال کر وہ گئے تھے۔ اے خدا اس محنت کا بدلنا یہ ہمارا سب سے بڑا جرم ہے اس کو خصوصیت کے ساتھ معاف فرما اور اس محنت کو چھوڑ دینے کی بنا پر سب جتنے جرائم میں مبتلا ہوئے ایک ایک جرم کو اپنے کرم سے معاف فرما اور ایک ایک عصیاں کو معاف فرما ایک ایک گناہ کو معاف فرما۔ اے اللہ کمائیوں کی لائن کی ہماری عصیاں اور خرچ کی لائن ہماری عصیاں اور معاشرت کی لائن کی ہماری عصیاں اے اللہ ہر لائن میں ہم عصیاں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں اے اللہ نکلنے کے ہمارے لئے کوئی صورت نہیں ڈوبا ہوا خود کہاں نکل سکتا ہے۔ جو ڈوبا نہیں ہے وہی نکال سکتا ہے اے خدا ہم سب ڈوبے ہوئے ہیں اور تو ہی نکالنے والا ہے اے اللہ عصیاں کے دریاؤں میں سے ہم کو نکال لے اپنے فضل سے نکال دے اپنے کرم سے نکال دے اے کریم نافرمانیوں کے دریاؤں میں سے اپنے کرم سے نکال دے۔ اے اللہ اپنی رحمت کی رسی ڈال اور ہمیں کھینچ لے اور ہمیں عصیاں کی دریاؤں میں سے نکال دے اور ہمیں طاقت کی سڑکوں پر ڈال دے۔ اے اللہ ہمیں قربانیوں کی پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پہنچا دے اے اللہ ہمیں دین کی محنت کے لئے قبول فرما۔

اور اے اللہ سو فیصد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کی محنت کے لئے قبول فرمالے علم کی محنت کے لئے ایمان کی محنت کے لئے عبادت کی محنت کے لئے ذکر کی محنت کے لئے اخلاق کی محنت کے لئے نمازوں کی محنت کے لئے حج کی محنت کے لئے روزوں کی محنت کے لئے زکوٰۃ کی محنت کے لئے ان سارے فرائض و عبادت کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے طریقے پر آجانے کے لئے ہم سب کو اس کی پوری پوری توفیق و محنت نصیب فرما۔ اے اللہ ہماری زندگی کے شعبوں کی بدعملیوں کو بھی دور فرما اور کمائی کی بدعملیوں کو دور فرما اور کمائی کے اعمال صالحہ کو زندہ فرما۔ گھر کی زندگیوں کی بدعملیوں کو بھی دور فرما اور اعمال صالحہ کو گھریلو زندگیوں میں زندہ فرما۔ معاشرت کی بدعملیوں کو ختم فرما۔ اے اللہ عدل و انصاف والے اعمال کو ہماری معاشرت میں زندہ فرما۔ اے اللہ ہمیں نیک اعمال سے آراستہ فرما دے اور برے اعمال سے ہم کو نکال دے اے خداوند قدوس جس قسم کے زمانے میں تو نے اس تبلیغ کے ذریعہ اس کلمہ و نماز پر محنت کی صورت پیدا فرما دی اور ہمارے تمام دوستوں کو اس پر جمع ہونے کی اور کہنے سننے کی اور اپنی راہ میں نکلنے کی توفیق دی۔ اے اللہ جب تو نے اپنا کرم فرما اس کام کے کہنے سننے کا رخ پیدا فرما دیا اور اس کی کام کی نقل و حرکت کا رخ پیدا فرما دیا اے کریم اپنے کرم سے سب کو قبول فرمالے اور ان سب کی ایسی تربیت فرما کر یہ نقل و حرکت تجھے پسند آجائے تو ہی اپنے کرم سے اس تربیت کی نقل و حرکت کی تربیت فرما تو ہی مربی ہے تو ہی تربیت کرنے والا ہے تو ہی تزکیہ کرنے والا اور تو ہی پاک و صاف کرنے والا ہے اے اللہ اس نقل و حرکت کو قبول فرما۔ اے اللہ اس نقل و حرکت کو قبول فرما۔ اے اللہ اس نقل و حرکت کو قبول فرما انتہا کی رقت کے ساتھ۔ اے خدا ان کو اخلاص نصیب فرما اے اللہ ان کو اخلاص نصیب فرما اے اللہ ہم سب کو اخلاص نصیب فرما اے اللہ ہم سب کو اخلاص نصیب فرما اے اللہ ہم سب کو اپنی قدرت پہ یقین نصیب فرما۔ ہم سب کو یقین نصیب فرما ہم سب کو اپنے وعدوں پہ یقین نصیب فرما یا اللہ ہمارے عقیدوں کو درست فرما دے اور اس محنت کے لئے ہمارے اندر وہ جذبات پیدا فرما دے۔ اے خدا جن قربانیوں سے اے اللہ یہ منی کے گندے قطرے کا بنا ہوا انسان تیرا دوست بن جاتا ہے اور جن قربانیوں سے تیرا محبوب بن جاتا ہے اے خدا ان قربانیوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما دے۔ اے اللہ جس کرم سے تو نے یہ کام اٹھایا اب اس کام کو تکمیل تک پہنچا دے اس کام میں لگنے والوں میں دنیا کی رغبت ان کے دلوں سے نکال دے ملک و مال کی رغبت ان کے دلوں سے نکال دے اقتدار کی ہوس ان کے دلوں سے نکال دے، دنیا کے نقشے کے بارے میں بے رغبتی ان کے دلوں میں پیدا فرما دے، موت کی حقیقت ان کو عطا فرما، قناعت کی دولت ان کو نصیب فرما، اے اللہ صبر و اخلاص، مجاہدے کی طاقت ان کو نصیب فرما اے خدا جس مجاہدے پہ انسان اندر سے تیرے انوار سے جگمگا جاتا ہے اور تیرے صفات، اخلاق ان اعلیٰ مجاہدوں پر اے اللہ ترقیات کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اخلاق کی چوٹیوں پر انسان پہنچ جاتا ہے۔ اے اللہ وہ مجاہدے کی دولت ہم سب کو نصیب فرما۔ اے اللہ جس طرح تو نے یہ کام اٹھایا اس کام کو ہدایت کے پوری دنیا میں آجانے کا اس کام کو سو فیصد ذریعہ قرار دے۔ اے اللہ سارے انسانوں کے لئے اور سارے ملکوں کے لئے اور سارے مسلمانوں

کے لئے ہدایت ملنے کا سبب اس کو قرار دے دے سارے زمانوں قوموں ملکوں میں اس محنت کے پہنچنے کے لئے قبول فرمالے اور یا اللہ ہدایت عام فرمادیں اور ہمارے ساتھیوں کو ہمارے رشتہ داروں کو اور اس کام میں لگنے والوں کو ان کے متعلقین اور رشتہ داروں کو اور ان سے تعلق و محبت رکھنے والوں کو اس ہدایت میں سے نصیب فرما جو تو مجاہدین کو ہدایت دیا کرتا ہے اور تو داعیوں کو ہدایت دیا کرتا ہے اور جو تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو ہدایت فرمائی تھی اور تو نے انبیاء و تابعین کو اور اولیاء اللہ کو ہدایت دے فرمائی عطا فرمائی تھی اے اللہ اس ہدایت سے ہم سب کو بھرپور حصہ نصیب فرما۔ اے اللہ ان خالی ہاتھوں کو اپنے کرم سے بھر دے اور ان خالی دلوں کو اپنے کرم سے بھر دے۔ اپنے عشق سے اور اپنی محبت سے ہدایت کا فرمان ہمارے لئے فرما دے یا اللہ پوری امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اے اللہ۔ اے اللہ جو انہیں ضلالت کی طرف کھینچے ان کے ہاتھوں سے انہیں چھڑا دے اور جو انہیں ہدایت کی طرف کھینچے ان کے ہاتھوں کی طرف ان کو منتقل کر دے۔ اے خدا اس امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود و نصاریٰ مشرکین و ملحدین کے ہاتھوں سے چھڑا دے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادوں پر ان کو کھڑا کر دے۔ اے اللہ ان کے سینوں کو ٹھیک کر، ان کو ہدایت نصیب فرما ان کے ایمان کو قوت نصیب فرما، ان کو علوم نبویہ کا استقبال نصیب فرما۔ اسلام کی دولت ان کے سینوں پر اتار دے اور اپنا ذکر ان کے دلوں کو نصیب فرما دے اور دنیا کی بے رغبتی نصیب فرما کر علم دین سیکھنے کے مطابق زندگی گزارنے کی ہدایت نصیب فرما۔ عام انسانوں کو ہدایت نصیب فرما اس ملک کے بسنے والوں کو ہدایت نصیب فرما۔ اے اللہ اس ملک کے حاکم و محکوم کو یہاں کی اقلیت و اکثریت کو اے اللہ اس راستے کی ہدایت نصیب فرما۔ اے اللہ درندوں کی اور اژدھوں کی قسم کے جتنے انسان اور درندے انسان ہیں اور جن کو تجھے انسانیت سے نوازنا ہی نہیں، اے خدا ایسے ایسوں کو چن چن کر ہلاک فرما۔ ظالموں کو زمینوں کو اس کے لئے پھاڑ دے ایسوں کے مکانوں کو توڑ دے، ایسوں سے نعمتوں کو چھین لے۔ ایسی عبرتناک سزائیں عطا فرما کر دنیا دیکھے کہ جو اپنی انسانیت کو بگاڑتا ہے خدا اس کی صورت کو اس طرح بدلتا ہے۔ اے خدا ظالم ترین مفسد ترین انسانوں کو چن چن کر ہلاک فرما جن ناکوں کو ہدایت سے قوموں اور ملکوں میں ہدایت آ جائے ان کی ہدایت نصیب فرما اور جن ناکوں کی اے اللہ ہلاکت سے قوموں و ملکوں کے ضلالت و فساد ختم ہو جائیں اے اللہ ان کو چن چن کر ہلاک فرما دے۔ اے خدا لوٹ کھسوٹ کے ماحول کو ختم کر، ظلم و ستم کے ماحول کو ختم کر، عدل و انصاف کے ماحول کو قائم کر، علم و ذکر کے ماحول کو قائم کر، خدمت خلق کے ماحول کو قائم کر، تعاون و ہمدردی و محبت کے ماحول کو قائم کر۔ اے اللہ ہماری دعاؤں کو اپنے فضل و کرم سے قبول فرما، ہمارے مقروضوں کے قرضوں کی ادائیگی فرما، ہمارے محتاجوں کی حاجتوں کو پورا فرما، ہمارے بیماروں کو تندرستی عطا فرما، جو آنکھ کے بیمار ہیں ان کو آنکھوں کی شفا عطا فرما۔ اے اللہ جو معدے کے بیمار ہیں ان کو معدے کی شفا عطا فرما اور بقیہ جتنے آدمیوں نے اس جلسے میں ہم سے دعاؤں کے لئے کہا یا آج تک اس سے پہلے ہم سے دعاؤں کو کہا یا آئندہ ہم سے وہ دعاؤں کو کہیں اے اللہ سب کی حاجتوں کو پورا فرما اور سب کی پریشانیوں کو ختم فرما۔ اے اللہ اس جلسے کو سارے ہی انسانوں کے لئے اور سارے ہی مسلمانوں کے لئے اس جلسے کو انتہائی باعث خیر و برکت باعث رشد و ہدایت، باعث لطف و رحمت اور باعث فلاح و ظفر اپنے لطف و کرم سے فرما ہماری دعاؤں کو اپنے فضل و کرم سے نجات فرما۔ ان نکلنے والوں کو اپنے کرم سے قبول فرما۔ آمین

تعارف وتبصرہ

ترغیب الاخوان فی ترکیب القرآن

مصنف ـــــ مولانا منظور احمد نعمانی ظاہر پیر

صفحات ایک سو، قیمت درج نہیں

ملنے کا پتہ: حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مہتمم مدرسہ عربیہ احیاء العلوم ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان

علم نحو کی اہمیت اور افادیت کسی سے پوشیدہ نہیں کیونکہ "المعنی تحت اللفظ" کے مصداق معانی کا ادراک الفاظ کی صحت پر موقوف ہے اور یہ صرف و نحو جانے بغیر ممکن ہی نہیں اس لئے اس عنوان پر بہت ہی زیادہ توجہ دی جاتی ہے کیونکہ اگر نحوی قواعد و ضوابط سے واقفیت نہ ہو تو قرآن و حدیث تو کجا کسی بھی عربی کتاب سے استفادہ ممکن نہیں۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں قرآن کریم کی آیات کی ترکیبیں بیان کی گئی ہیں۔

مؤلف موصوف چونکہ اس فن کے شناور اور استاذ العلماء مولانا غلام رسول پونٹھوی کے بلا واسطہ تلمیذ رہے ہیں اس لئے اس فن سے خاص شغف و دلچسپی رکھتے ہیں۔

کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے جس میں حصہ اول دو ابواب پر مشتمل ہے۔ حصہ اول کے پہلے باب میں ایسے ضروری نحوی اصول و قوانین کا ذکر کیا گیا ہے جن پر کہ ترکیب موقوف ہے یا وہ نکات کتب متداولہ میں مذکور نہیں ہیں۔ چنانچہ اس باب میں معرب مبنی عوامل اور معمولات وغیرہ اہم عنوانات مذکور ہیں، دوسرے حصے میں قرآن کریم کے آخری پارے

باقی صفحہ پر

چلتے چلتے

از حافظ محمد حنیف ندیم

یہ کہاوت

اُونٹ رے اُونٹ تیری کونسی کل سیدھی

یوں ہونی چاہیئے تھی

مرزے رے مرزے تیری کونسی کل سیدھی

اونٹ کے بارے میں یہ کہاوت زبان زد خاص و عام ہے:

"اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی"

میرے خیال میں یہ کہاوت جس نے وضع کی اس نے زیادتی کی ہے اونٹ عجائبات قدرت کا شاہکار ہے یہ صرف باربرداری کھیتی باڑی کے ہی کام نہیں آتا بلکہ جن علاقوں خصوصاً ریگستانی علاقوں میں جہاں جدید دور میں بھی آمد و رفت کے ذرائع ناپید ہیں وہاں اونٹ ہی ایک ایسا جانور ہے جو سواری کا کام دیتا ہے اونچے اونچے ریت کے ٹیلوں سے یوں گذرتا ہے جیسے سپر ہائی وے سے بسیں، کاریں اور دیگر گاڑیاں آتی اور جاتی ہیں اسی لئے کسی نے اونٹ کو "ریگستانی جہاز" کا نام دیا ہے جو اونٹ کے کام اور نام کی مناسبت سے انتہائی موزوں ہے۔

اونٹ کا تذکرہ قرآن پاک میں یوں آیا ہے افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت۔ اور ذرا دیکھو تو سہی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اونٹ کو کیسے پیدا کیا۔ کس طرح یہ چلتا ہے۔ کس طرح یہ دوڑتا بھاگتا ہے۔ اونٹ جب ایک کارواں کی شکل میں چلتے ہیں تو کتنے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

اونٹ میں ایک اور اہم خاصیت یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ وہ گرمی کے موسم میں اپنے پیٹ کے اندر ہی پانی کا وافر ذخیرہ کر لیتا ہے۔ اگر اسے لمبا سفر کرنا پڑے اور دور دور تک پانی کا نام و نشان نہ ہو تو ایسے میں وہ اس ذخیرہ کو استعمال کرتا ہے۔ ایک اور بات بھی مشاہدہ میں آئی ہے وہ یہ کہ ریگستانی علاقوں میں یوں تو ہر روز ہی تیز ہوائیں چلتی ہیں لیکن وقفے وقفے سے ایسی زبردست آندھیاں بھی چلتی ہیں کہ رات کے گھپ اندھیرے کی طرح ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا ایسے میں اگر اونٹ اپنے مالک کو اپنی پیٹھ پر بٹھائے لئے جا رہا ہو تو وہ اپنے مالک سے بے وفائی نہیں کرے گا اور ناک کی سیدھ سیدھا جائے گا اور گھر جا کر دم لے گا۔ اونٹ ہماری اسلامی روایات و ثقافت کا حصہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور اونٹنی قصویٰ تھی یہی وہ اونٹنی ہے جس کی پیٹھ پر سوار ہو کر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ دیا تھا یہی آپ کا آخری خطبہ تھا کفار کے ساتھ جتنے غزوات اور جنگیں ہوئیں ان سب میں اونٹ شریک تھے۔

اس لئے یہ کہنا کہ:۔

"اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی"

عجائبات قدرت کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

اگر ہم اس کو یوں کہیں:۔

"مرزے رے مرزے تیری کونسی کل سیدھی"

تو یہ بات زیادہ مناسب اور صحیح ہے۔

آپ کہیں گے کہ مرزا قادیانی کو دیکھا نہ بھالا۔ تو پھر یہ بات کیسے درست ہو سکتی ہے کہ "مرزے رے مرزے تیری کونسی کل سیدھی"؟ تو جناب! ٹھیک ہے ہم نے مرزا قادیانی کو دیکھا نہیں اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کا ہم پر بڑا فضل ہے کہ ہمیں اس نے مرزا قادیانی کی منحوس شکل نہیں دکھائی۔ البتہ اس کی تصویر ہم نے دیکھی ہے اور اس کی کتابیں جو اس کے نام سے چھپی ہیں پڑھی ہیں اس کی تصویر دیکھ کر اور اس کی کتابیں پڑھ کر اس کا سراپا ہمارے ذہن میں آگیا اور ہم یہ کہنے پر مجبور ہو گئے:۔

"مرزے رے مرزے تیری کونسی کل سیدھی"

آپ کہیں گے کہ تصویر کیسے دیکھی اور اس سے یہ اندازہ کیسے لگا لیا کہ مرزے کی کوئی "کل" سیدھی نہیں سو قصہ اس کا یوں ہے کہ ابھی چند دن قبل برادرم محمد طاہر رزاق صاحب نے لاہور سے ہمیں ایک بھاری بھرکم اور بڑے سے سائز کا لفافہ بھیجا لفافہ دیکھ کر یوں گمان ہوا جیسے انہوں نے کوئی تحفہ ہمیں بھیجا ہو۔ ہم نے وہ لفافہ کھولا تو اس سے چند عدد چھوٹے چھوٹے کتابچے برآمد ہوئے جو ان کے مرتب کردہ تھے۔ وہ کتابچے یقیناً تحفہ سے کم نہیں تھے لیکن ان تحفوں کے ساتھ مرزا قادیانی کی دو عدد تصویریں بھی تھیں جس کے ارد گرد جوتیوں کا بارڈر لگا ہوا تھا یا یوں کہہ لیجئے کہ تصویروں کو جوتیوں کا ہار پہنایا گیا تھا۔

ہم نے ان تصویروں کو بھی تحفہ سمجھا اٹھائے سمجھا کر یہ تصویریں ہمارے لئے ٹکیوں میں اضافے اور گناہوں میں کمی کا سبب بن گئیں کیونکہ ہم نے تصویروں کے ساتھ وہ سلوک کیا جس کی وہ مستحق تھیں ہوا یوں کہ ہم نے بڑے سلیقے سے انہیں زمین پر رکھا اور پھر۔

تڑاخ، تڑاخ، تڑاخ۔ تڑاخ......

دس عدد جوتے لٹکائے اور خوب لٹکائے۔ پھر ہم نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ تصویریں اٹھائیں اور الفاظ کاٹ کر (تاکہ الفاظ کی توہین نہ ہو) اس جگہ چپکا دیں جہاں پرانے جوتے پڑے ہوئے تھے اور تصویروں کے اوپر وہ جوتے انتہائی سلیقے سے سجا دیئے اور زبان حال سے کہا کہ ان ملعون تصویروں کی مناسب جگہ یہی ہے۔ یا اگر پانی نہ ہو تو استنجے کے لئے بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔ تو بھائی طاہر رزاق نے یہ تحفہ جو ہمیں بھیجا اسے بصد مسرت قبول کر کے اپنے نیکیوں میں اضافے اور گناہوں میں کمی کا سبب بنا لیا۔ طاہر رزاق صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

آپ کہیں گے کہ بات تو ہو رہی تھی ضرب المثل کی کہ یہ مشہور ضرب المثل ''اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی'' یوں نہیں یوں ہونا چاہئے تھا ''مرزے رے مرزے تیری کونسی کل سیدھی'' اور بات تصویروں کی اور تحفے کی تکلف کی چلا دی ——— اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آپ مرزے کی تصویر کو بغور دیکھیں تو آپ ہماری تصدیق کریں گے کہ مرزے کے دماغ کے تمام کل پرزے، گراریاں اور تالے ٹیڑھے بھی تھے اور ڈھیلے بھی۔ یہ ایک کہاوت ہے۔ فلاں کی چوڑی ڈھیلی ہے۔ فلاں کی عقل فلاں کے بارہ آنے اور فلاں کا سر دیہہ۔ مرزا قادیانی مؤخر الذکر میں شامل ہے اس کے دماغ کے پرزے سب کے سب ڈھیلے اور ٹیڑھے تھے۔

مرزا سر پر بہت بڑا پگڑ باندھا کرتا تھا جیسا کہ تصویر سے ظاہر ہے جس وہ پگڑ دیکھ کر یوں محسوس ہوا جیسے بلدیہ کے خاکروب کا گند بھرا ٹوکرا اپنے سر پر رکھ لیا ہو۔ جس کا دماغ ٹیڑھا اور پرزے ڈھیلے ہوں اس سے یہ بات بعید بھی نہیں اپنا مشاہدہ بھی ہے ہوا یوں کہ ایک دن بلدیہ کا ایک خاکروب صفائی کر رہا تھا گندے گھوڑے وغیرہ کی لید اور دوسرا گند جمع کر کے اس ٹوکرے میں ڈالتا جاتا تھا۔ ایک شخص جو مرزا قادیانی کی فوٹو سٹیٹ کاپی معلوم ہوتا تھا وہ آیا اور اس گندے ٹوکرا اٹھا کر کے اپنے سر پر رکھ لیا جو غلاظت اس میں موجود تھی کچھ نیچے گر گئی کچھ جسم پہ اور باقی سر پہ رہ گئی اب وہ مکمل مرزا قادیانی بنا ہوا تھا خاکروب سٹپٹایا تو بہت ——— اس لئے کہ اس کی نحوست الارث جا چکی تھی لیکن جب اس نے دیکھا کہ یہ تو مرزا قادیانی یا اس کی فوٹو سٹیٹ کاپی ہے تو اس نے نظر انداز کر دیا کیونکہ اس کے دماغ کے کل پرزے ٹیڑھے اور ڈھیلے تھے۔

پھر جب ہم نے آنکھوں پر نظر دوڑائی تو وہ چشم بد دور، وہ نہ کھلی ہیں نہ بند ——— آنکھیں دیکھ کر ہمیں دجال اکبر کی وہ نشانی یاد آ گئی جو احادیث میں مذکور ہے اور وہ یہ کہ دجال اکبر ''یک چشم کل'' ہوگا۔ مرزا قادیانی اس کا بھائی ہے اور بھائیوں میں مشابہت و مماثلت کچھ نہ کچھ ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے مرزا کی آنکھیں تقریباً تقریباً بصارت سے محروم ہونے کی وجہ سے دجال اکبر کی آنکھوں سے مشابہت و مماثلت رکھتی ہیں آنکھوں کو بھی دیکھئے اور چہرے پر بھی ایک نظر ڈالئے تو دونوں ٹیڑھے نظر آئیں گے۔ لہٰذا یہ علامتیں بھی مرزے کے ٹیڑھے پن کو ظاہر کرتی ہیں۔ چہرہ ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے ناک بھی کچھ ٹیڑھا نظر آتا ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے چہرے پر کینسر کا پھوڑا ابھرا ہوا ہو۔

رہے ہونٹ اور منہ تو وہ مونچھوں اور سکھوں کی مانند داڑھی میں چھپے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ مرزے کی مونچھیں اس لئے بڑھی ہوئی تھیں کہ کوئی حجام اس کی حجامت کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوتا۔ پہلے کئی حجام رکھے وہ مرزے کے پیروکار ہی تھے لیکن جب وہ حجامت کرنے کے لئے آتے تو مرزا قادیانی کے منہ سے تعفن اور بدبو کے بھبھوکے نکلتے تھے بدبو سے ان کا دماغ پھٹنے لگتا تو وہ نہ صرف حجامت ترک کر دیتے بلکہ مرزے کی اطاعت کا جوا بھی اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیتے اور یہ کہہ کر پھینک دیتے کہ یہ کیسا نبی اور رسول ہے جس کے منہ سے بدبو اور تعفن کے بھبھوکے نکلتے ہیں یہ تو جھوٹا اور مکار ہے سچا نبی تو وہ ہوتا ہے کہ اگر کسی گلی سے گذر جائے تو وہ گلی ہفتہ بھر خوشبو سے مہکتی رہتی ہے اس کے پسینے کی خوشبو کے سامنے ساری دنیا کی خوشبوئیں ہیچ ہیں۔

کہتے ہیں کہ بعد میں حجامت کی ڈیوٹی حکیم نور دین بھیروی کے ذمہ لگ گئی کیونکہ پنجابی کی مشہور کہاوت ہے۔

''گو نوں ملی گوہ جیہی اوہ تے جیہی اوہ''

اور فارسی کا مشہور شعر ہے ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسا مرزا قادیانی تھا ویسا ہی نور دین بھیروی۔ دونوں شراب و کباب اور افیون وغیرہ کے رسیا تھے اسی لئے حکیم نور دین کو مرزا کی حجامت کرتے وقت بدبو محسوس نہیں ہوتی تھی اس ڈیوٹی کی وجہ سے کوئی نور دین کو یہ تو نہ کہتا کہ یہ ''مرزا جی کے حجام'' ہیں بلکہ اسے ''خلیفہ جی'' کہتے تھے۔ پنجاب میں حجام کو اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔ بہرحال جب مرزا قادیانی جہنم مکانی ہوا تو پھر اس خلیفہ جی کو ''خلیفہ جی'' بنا دیا گیا اس طرح یہ نام نہاد خلافت کا سلسلہ چلا۔

بات ہو رہی تھی مرزا قادیانی کے ہونٹوں اور منہ کی کہ وہ مونچھوں کے بالوں میں چھپے ہوئے تھے اس لئے چھپے ہوئے تھے کہ یہ دونوں عضو ٹیڑھے تھے ٹیڑھا ہونے کی

باقی صفحہ ۲۵ پر

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۳۵۸۰۳

حضرت مولانا مفتی سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہدایۃ النور کی تلخیص

سر کے بالوں کے احکام

ترجمہ: حافظ مقصود احمد

سنت رسول یہ ہے کہ سر کے بال رکھنے ہوں تو پورے رکھے جائیں۔ اور اگر منڈوانے ہوں تو پورے منڈوائے جائیں۔ صحابہؓ سے پورے بال رکھنے ہیں اور خود حضور علیہ السلام نے ساری عمر شریف لمبے بال رکھے۔ آپؐ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے حج و عمرہ کے علاوہ سر کے بال منڈوائے ہوں۔ وہ چار مواقع جہاں آپؐ سے بال منڈانے ثابت ہیں یہ ہیں عمرۃ القضاء، فتح مکہ، عمرہ جعرانہ اور حجۃ الوداع تمام صحابہ کا عمل اسی طرح تھا۔ البتہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس بارہ میں منفرد ہیں وہ سر کے بالوں کو کلیۃً منڈواتے تھے۔ بایں ہمہ ابن عبدالبر نے امام احمد کی روایت سے اس بات پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ سر کے بال منڈوانے جائز ہیں۔ ہاں جو سر کے بالوں کا اہتمام کرسکیں، کنگھی اور تیل کا التزام کرسکیں ان کے لئے بال رکھنا بہتر ہے والا فلا۔ جن لوگوں کے لئے سر کے بال رکھنا دشوار ہو ان کے لئے بال منڈوانا ہی بہتر ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر ہم طاقت رکھتے تو سر کے بال ضرور رکھتے لیکن ان کے رکھنے میں مشقت اور تکلیف ہے۔

اشتباہ ہو سکتا ہے کہ جب بالوں کا بڑھانا مسنون ہے اور صحابہ کرامؓ سنت پر عمل کرنے میں بڑے حریص تھے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بارہ میں کیوں منفرد ہیں۔ اس کا جواب خود فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غسل جنابت میں سر کا بال بھی خشک رہنے دیا تو وہ آدمی اس بال کی وجہ سے اس طرح اور اس طرح کیا جائے گا شیر خدا فرماتے ہیں اسی دن سے میں اپنے سر کے بالوں کا دشمن ہو گیا ہوں۔

مزید برآں بال رکھنے اور منڈوانے میں حضور علیہ السلام نے اُمت کو اختیار دیا ہے حکم ہے کہ بال پورے رکھو یا پورے منڈواؤ۔ نیز طبرانی کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو سر کے بال رکھے اسے چاہیئے کہ ان کو بنا سنوار کر رکھے۔ سنن ابی داؤد میں ہے کہ جو سر کے بال رکھے وہ ان کی عزت بھی کرے۔

سر کا ایک حصہ مونڈنا اور ایک حصہ چھوڑ دینا منع ہے صحیحین میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔ راوی حدیث نافع سے ان کے شاگرد نے قزع کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا سر کا ایک حصہ مونڈنا اور ایک چھوڑ دینا۔ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے سر کا ایک حصہ کترا ہوا تھا اور ایک چھوڑا ہوا تھا تو آپ نے لوگوں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ سارا سر مونڈ یا سارا چھوڑ دو۔

بعض لوگ بچے کا سر مونڈ کر ایک یا دو لٹیں رکھ چھوڑتے ہیں یہ خواہ منت کے لئے ہوں یا ویسے ہی روا جا ہر دو طریقے سے منع ہے سنن ابی داؤد میں ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج بن ثابت راوی حدیث کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی اور فرمایا کہ ان دو لٹوں کو کاٹ دو کیونکہ یہ یہود کا طریق ہے۔

اگر بچے کے سر کے بارہ میں خلاف سنت فعل کیا جائے تو مثلاً قزع یا لٹیں چھوڑ دینا تو اس کا وبال سر پرستوں پر پڑے گا ہندوؤں کی طرح چٹیا رکھنا بھی قزع کی مد میں آتا ہے اور ناجائز ہے۔ اسی طرح فرق ماتھے کی طرف کے سر کے بال نوچنا یا کاٹنا ناجائز ہے امام نوویؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قزع مکروہ ہے مگر علاج وغیرہ کے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔

مسائل مخصوص بہ زنان

مشکوٰۃ المصابیح میں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو سر کے بال کاٹنے سے منع فرمایا صاحب ہدایہ اس کی علت یہ بیان فرماتے ہیں کہ سر کے بال مونڈنا عورت کے حق میں مُثلہ ہے اسی طرح کا مرد کا داڑھی مونڈنا بھی مثلہ ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی مرد کی داڑھی یا عورت کا سر ظلماً یا جبراً مونڈ دیا جائے تو دیت لازم آئے گی عورت کے لئے حج میں سر کے کچھ بال کاٹنا ضروری ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک تین بال کاٹ لینے ہی کافی ہیں۔

خنثیٰ مشکل وہ ایسا خنثیٰ جس کی شکل عورتوں کے مشابہ ہو اس کا حکم بھی عورتوں کی طرح ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حج میں خنثیٰ بھی بالوں کو کاٹے سر کو مونڈے نہیں بچی کا سر نو سال کی عمر تک مونڈنا جائز ہے۔

جوڑہ

مرد کے لئے جوڑا بنا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے امام ترمذی اپنی سنن میں ابو رافعؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں (ابو رافع) امام حسنؓ کے پاس سے گزرا وہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور انہوں نے اپنے سر کے بالوں کا جوڑہ باندھ رکھا تھا۔ میں نے وہ جوڑا کھول دیا تو وہ میری طرف دیکھنے لگے میں نے کہا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں اور ناراض نہ ہوں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔

مرد نے اگر بال باندھے ہوں تو غسل جنابت میں ان کو کھول کر دھونا لازم ہے بخلاف عورت کے اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تین بار سر پر پانی بہالے صحیح مسلم میں ہے کہ اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے

عرض کیا یا رسول اللہ میں مینڈھیوں سے سر گوندھا کرتی ہوں کیا غسل جنابت کے لئے سارے بال کھول دیا کروں، آپ نے فرمایا کہ اتنا ہی کافی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے تین تین دفعہ پانی ڈال لیا کر۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ تین دفعہ کا حصر مراد نہیں بلکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ مینڈھیاں اندر سے خشک رہ جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں مرد نے اگر مینڈھیاں کی ہیں تو ان کے اندر تک پانی پہنچانا ضروری ہے

مانگ نکالنا

سر کے درمیان میں سے کنگھی کر کے مانگ نکالنا جائز ہے اور ویسے ہی کنگھی کر کے بالوں کو پیچھے کر لینا بھی جائز ہے۔ صحیحین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء اسلام میں اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے تا وقتیکہ اس سے منع نہ کر دیئے جاتے۔ اہل کتاب بالوں کو سدل کرتے تھے یعنی ویسے ہی کنگھی بالوں کو کنگھی کر کے بال پیچھے کر لیتے تھے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سدل فرماتے تھے۔ لیکن بعد میں آپ نے مانگ نکالنا شروع کر دیا تھا۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کا سدل فرمانا اجتہاد سے تھا اور مقصد اہل کتاب کی تالیف قلب تھا جب اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا تو آپ نے ان کا طریقہ بھی چھوڑ دیا اور مانگ نکالنا شروع کر دیا۔

موئے مبارک

سر کے بالوں کو کندھوں تک یا اس سے کم لمبائی تک رکھنا جائز بلکہ مسنون ہے ترمذی شریف میں اس بارہ میں تین روایتیں ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے موئے مبارک کانوں اور شانوں کے درمیان لٹکتے تھے کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور نصف کان تک ہوتے تھے۔

ملا علی قاری اور فقہاء محدثین نے ان احادیث میں تطبیق یوں دی ہے کہ آپ نے حج وغیرہ کے علاوہ تو بال کٹوائے نہیں آپ کے مبارک بال بتدریج بڑھتے گئے چنانچہ جس صحابی نے جس حال میں دیکھا روایت کر دیا۔ پھر تیل لگانے اور نہ لگانے سے بھی بالوں کی لمبائی میں نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے کنگھی کرنے اور نہ کرنے سے بھی فرق پڑ سکتا ہے کیف ما اتفق صحابہ آپ کے موئے مبارک کے متعلق روایت کر دیتے تھے اور سب روایتیں درست ہیں۔

طب و صحت

ذیابیطس (شوگر)

از: حکیم نذیر احمد شیخ کراچی

حکیم نذیر احمد شیخ حکیم منزل تیسری منزل بی ۲۱۴ بخشو صدر پوسٹ آفس صدر کراچی فون ۵۱۸۱۴۸۔

موجودہ دور میں جو بیماریاں تیزی سے پھیل رہی ہیں ان میں ذیابیطس جسے عام لوگ پیشاب میں شکر آنا کہتے ہیں سر فہرست ہے جو لوگ حفظان صحت کے اصولوں سے لاپرواہی اور غذائی بد احتیاطی کے مرتکب ہوتے ہیں ان کو بن بلائے مہمان کی طرح شکر کا مرض لاحق ہوتا ہے بعض صورتوں میں والدین کی طرف سے بھی اولاد کو یہ مرض ورثہ میں ملتا ہے

علامات مرض: ۔ وزن اور توانائی میں کمی، بھوک کی زیادتی اور پیشاب کی شدت بار بار اور کثیر مقدار میں پیشاب آنا، جسم کی اینٹھن اور ٹانگوں میں درد، کھجلی کا ہونا، پھوڑے پھنسیاں نکلنا اور جلد کا ٹھیک نہ ہونا، سستی اور تھکاوٹ چڑچڑاپن اور غصیلی طبیعت ہونا، مختلف لوگوں میں کم و بیش مختلف علامات ہوتی ہیں یہ شکایات مریض شکر کو رنجیدہ اور فکرمند بنا دیتی ہیں۔

جب تک انسان کے جسم میں لبلبہ کا فعل نارمل رہتا ہے اس وقت تک ذیابیطس کے مریض ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

آج کل یہ بیماری پوری دنیا میں کثرت سے پھیلی ہوئی ہے اور اکثر خوشحال لوگ اس میں زیادہ مبتلا ہوتے ہیں اس مرض کے آدھے مریض ایسے ہیں جن کو بیماری لاحق ہونے کا علم ہی نہیں ہوتا ہے اور بے خبری میں سب کچھ کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ ذیابیطس کا اگر وقت پر صحیح طور پر علاج نہ کرایا جائے اور احتیاط نہ برتی جائے تو اس کے بڑے خطرناک نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ذیابیطس کا مریض اپنے آپ کو کسی کام کے قابل نہ سمجھ کر احساس کمتری کی دوسری بیماری میں مبتلا نہ ہو۔ بلکہ ذیابیطس کا مریض ہر وہ کام با آسانی کرنے کے قابل ہے جو کہ ایک عام آدمی جس کو یہ مرض لاحق نہیں ہے کر سکتا ہے۔ ذیابیطس کے مریض کے لئے جتنا علاج اہم اور ضروری ہے اس سے زیادہ ضرورت اس کے پرہیز کی ہے۔

ذیابیطس ایک ایسی بیماری ہے جس میں انسان کا جسم اس شکر کو نہ تو استعمال میں لا سکتا ہے اور نہ اپنے جسم میں جمع کر سکتا ہے جس کی اسے ہر وقت ضرورت ہوتی ہے انسانی جسم تندرستی کی حالت میں شکر اور نشاستے دار غذاؤں کو مسلسل کام میں لاتا رہتا ہے۔ اور ایسی غذائیں جسم میں انجن کی طرح جل کر جسم کی مشین کو چلاتی رہتی ہیں۔ لیکن ذیابیطس کے مریض کے جسم کے اندر نشاستہ اور شکر نہیں جلتا کیونکہ اس کے جسم میں ایک ایسی کمی ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ چیزیں جسم کے اندر جلتی ہیں شکر اور نشاستہ دار غذاؤں کو جلانے والی شے کو انسولین (رطوبت لبلبہ) کہتے ہیں ذیابیطس کے مریض کے جسم میں شکر اور نشاستہ جلنے کی بجائے خون میں پہنچ کر پیشاب کے راستے خارج ہو جاتا ہے اس حالت کو اگر طویل عرصہ تک جاری رہنے دیا جائے تو اس کے نتیجہ میں گردوں کا فعل متاثر ہو سکتا ہے دل کی بیماری اور فالج کا ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ انسانی جسم میں کئی اور پیچیدگیاں ہو سکتی ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ وقتاً فوقتاً اپنا طبی معائنہ یا امتحان کروانا چاہیئے۔ خاص طور پر پیشاب کا امتحان کروانا ضروری ہے ادھیڑ عمر میں تو یہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ اکثر و بیشتر معائنہ اور مشورہ ضروری ہو جاتا ہے یہ بات بھی خاص طور پر یاد رکھئے

کے قابل ہے کہ اس مرض کے لئے کوئی عمر کی قید نہیں ہے۔ عمر کے کسی بھی حصہ میں اور کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔

ذیابیطس کے مرض کی بنیادی بات اور وجہ جو ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انسولین ایک رطوبت ہے جو لبلبہ میں تیار ہوتی ہے لبلبہ جگر کے قریب ٹھیک معدے کے نیچے واقع ہے اگر لبلبہ انسولین بالکل پیدا نہ کرے یا اگر کافی مقدار میں پیدا کرے لیکن ضرورت کے مطابق خون میں شامل نہ کر سکے یا دوسری کیمیائی چیزیں اس کو تباہ کر دیں اور خارج شدہ انسولین میں دخل اندازی کریں تو ذیابیطس کی علامتیں ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ عام طور پر ذیابیطس دو قسم کی ہوتی ہیں نمبرا جوینائل ٹائپ یہ چالیس سال سے کم عمر لوگوں کو ہوتی ہے ابتدائی پرہیز اور علاج کرنے سے چھوڑ بھی جاتی ہے نمبر ۲ چالیس سال سے اوپر والے قسم میچور ٹائپ کہا جاتا ہے اس کا علاج وقت طلب ہے۔

ابتدائی تشخیص کر کے کسی بھی مرض پر شروع میں علاج کرنے سے جلد فائدے کی امید کی جا سکتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ زیادہ کھانے سے موٹاپا ہوتا ہے اور یہ مرض بھی شکر یعنی ذیابیطس کے ہونے کا اہم سبب بنتا ہے۔ کاربوہائیڈریٹ کے زیادہ اور بے ترتیب استعمال سے جسم پر چربی چڑھتی ہے اور جسم بھاری اور موٹا ہو جاتا ہے اور اس طرح مرض ذیابیطس کے ہونے کا سبب بنتا ہے۔ اور اس قسم کے موٹاپے کا علاج بہت مشکل ہوتا ہے۔

اسباب مرض: کثرت سے میٹھی چیزوں اور گرم اشیاء کھانا، بارش میں بھیگنا، سخت ورزش یا جماع کرنے کے فوراً بعد سرد پانی سے نہانا یا سرد پانی پینا، سست اور کاہل رہنا اور ورزش نہ کرنا، کثرت سے دماغی اور جسمانی کام کرنا، نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنا، رنج، فکر، غم، غیظ و غضب، غصہ اور چڑچڑا ہونا، دماغ یا اعصاب پر کوئی صدمہ یا چوٹ لگنا، جگر یا آنتوں پر چوٹ لگنا، خرابی جگر، و معدہ، اعصابی کمزوری وغیرہ۔

اللہ پاک کے فضل و کرم سے دیسی طریقہ علاج میں قدرتی جڑی بوٹیوں میں کافی شفا رکھی ہے۔ بعض نسخے ایسے پُراثر اور تیر بہدف ہیں کہ مرض ذیابیطس کی ابتدائی تشخیص کر کے کچھ عرصہ تک اگر مکمل پرہیز اور ہدایات معالج کے ساتھ اگر علاج کیا جائے تو انشاء اللہ مرض شکر میں شفا حاصل ہوتی ہے دیسی طریقہ علاج میں سب سے بڑی اور اچھی خوبی یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی وجہ سے فائدہ نہیں ہوتا تو نقصان کا بھی کوئی اندیشہ نہیں ہوتا مختلف لوگوں میں مختلف کیفیات اور حالات ہوتے ہیں اور اس کے پیش نظر علاج متعین کیا جاتا ہے۔

اگر اس سلسلے میں کوئی معلومات درکار ہوں تو خط لکھ کر جوابی لفافہ روانہ کرنا ضروری ہے، جواب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حکیم نذیر احمد شیخ حکیم سنٹر نصیری منزل نزد صدر پوسٹ آفس صدر کراچی

وزارت داخلہ اور شناختی کارڈ

کیا وزارت داخلہ مرزائیوں کے کنٹرول میں ہے؟

از: مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد، صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

پورے ملک میں متفقہ طور پر شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جس میں ملک کی کل دینی جماعتیں مثلاً ۱۔ جمعیت علماء اسلام دونوں گروپ ۲۔ جمعیت علماء پاکستان ۳۔ جمعیت اہلحدیث دونوں گروپ ۵۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۶۔ مجلس اتحاد العلماء ۷۔ حزب الجہاد ۸۔ تنظیم اہلسنت ۹۔ ادارہ منہاج القرآن ۱۰۔ جماعت اہلحدیث ۱۱۔ تنظیم المشائخ ۱۲۔ سپاہ صحابہؓ ۱۳۔ غرباء اہلحدیث ۱۴۔ مجلس احرار اسلام ۱۵۔ اشاعت التوحید والسنۃ ۱۶۔ تنظیم اسلامی ۱۷۔ جماعت اسلامی ۱۸۔ مجلس اہل بیت ۱۹۔ تحفظ حقوق شیعہ ۲۰۔ انجمن خدام الدین ۲۱۔ متحدہ علماء کونسل۔ اور اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی دینی جماعتوں کے بھرپور مطالبہ سے ساتھ اپنا فیصلہ نمبر ۴۲ میں حکومت کو شناختی کارڈوں میں مذہب کے خانہ کی سفارش کی ہے۔

(۲) ملاقاتوں، اشتہاروں، ٹیلیگراموں سے بھی قومی آراء سے باخبر کیا گیا۔ ۲۴۔۲۹ فروری اور مئی کو یوم احتجاج منائے گئے۔

(۳) جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا۔ لیکن انہوں نے عذر پیش کیا چونکہ کارڈ چھپ چکے ہیں انہیں ختم کر کے دوبارہ چھپانے پر کروڑوں روپے ضائع ہوں گے۔ کمپیوٹر سسٹم پر جب شائع کریں گے تو مذہب کا خانہ بنا دیا جائے گا۔

(۴) جناب محمد خان جونیجو اور بینظیر کے دور میں کمپیوٹر سسٹم پر شناختی کارڈوں کی تجویز آئی تو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے مطالبہ دہرایا تو ڈائریکٹر جنرل جمیل حسین وغیرہ نے ڈیزائننگ میں مذہب کا خانہ رکھا ابھی کابینہ میں پیش ہی نہ ہوا تو حکومتیں ختم ہو گئیں۔

(۵) ۱۸ فروری کو قومی اسمبلی کے چند ارکان نے صدر غلام اسحاق خان صاحب سے ملاقات میں شناختی کارڈوں میں مذہبی خانے کی اہمیت بیان کی تو انہوں نے تسلیم کیا اور ہدایت جاری کرنے کا اعلان کر دیا۔

(۶) وزیر اعظم نواز شریف نے بھی مطالبہ کی شدت اور حقیقت کے پیش نظر اجراء روک کر مذہب کے خانے کے اضافے کا حکم دیا۔

(۷) اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی ۷۸-۷۷ء کی سالانہ رپورٹ کے صفحہ ۱۰۳ پر اس پر زور دیا کہ مذہب کا خانہ بنایا جائے۔

(۸) ان واقعات و مواعید کے باوجود وفاقی سیکرٹری داخلہ نے ایک فیصلہ میں صوبائی حکومتوں سے رپورٹ طلب کرنے کا اعلان کیا حالانکہ یہ خالص وفاقی مسئلہ تھا۔ صوبائی رپورٹوں کا کوئی تعلق نہ تھا تاہم صوبائی حکومتوں نے اعلان کر دیا ہے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

(۹) معلوم ہوا ہے کہ اب شناختی کارڈ چھپ رہے ہیں اور اس میں مذہب کا خانہ نہیں بنایا گیا۔

(۱۰) پاسپورٹ بھی شناختی کارڈوں کی بنیاد پر بنتے ہیں اگر شناختی کارڈوں میں مذہب کا اندراج نہ ہوگا تو پاسپورٹوں پر بھی اس کا اثر پڑے گا۔

(۱۱) اگر شناختی کارڈوں میں اقلیت کا علیحدہ خانہ اور رنگ نہیں دیا جاتا تو اسلامی ممالک خصوصاً سعودی عرب میں مرزائی ایک مسلمان کی حیثیت سے رہیں گے وہاں کے لوگ بھی ان پر مسلمان کی حیثیت سے اعتماد کریں گے۔ علاوہ ازیں

دفاتر میں ان کا عمل دخل ہوگا۔ اس سے ایک تو مسلمان ملازمین کی حق تلفی ہوگی دوسرے دفاتر کے کل راز اسلام دشمن طاقتوں کو برآمد ہوں گے۔

مندرجہ بالا واقعات اس بات کے غماز ہیں کہ حکومت مسلمانان پاکستان کو کھوکھلے وعدوں میں مصروف رکھ کر مرزائیوں سے اپنی وفاداریاں نبھانا چاہتی ہے۔ یا پھر وفاقی وزارت داخلہ کا دفتر مکمل طور پر مرزائیوں کے قبضے اور زیر نگیں ہے اور وہ صدر مملکت۔ وزیراعظم کی ہدایات و اعلان کو در خور اعتنا ہی نہیں سمجھتا بلکہ وہ ان کے اور عوام کے درمیان دوری پیدا کر کے ملک کو قادیانیت پر قربان کرنے کیلئے سازش کر رہا ہے۔

(۱۲) یہ امر حکومت کے علم میں لانا ضروری ہے کہ دستور کی دفعہ ۲۰ اور دفعہ ۲۶۰ کی ذیلی دفعہ ۳ میں عمل تشکیل دی گئی ہے کہ ہر دو گروہ احمدی کہلانے والے۔ قادیانی۔ دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی طرح۔ مثلاً عیسائی۔ پارسی اور ہندو وغیرہ میں مساوی مقام رکھتے ہیں اور کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلا سکتا نہ ہی اسلامی شعائر استعمال کر سکتا ہے اگر کوئی قادیانی ایسا کرے گا تو ۲۹۵ سی کے تحت مجرم ہوگا۔ جس کی سزا موت یا عمر قید ہے۔ اب اس فیصلے کو شرعی عدالت اور ہائی کورٹ کی تصدیق حاصل ہو چکی ہے۔

(۱۳) لہٰذا حکومت اگر شناختی کارڈوں میں مذہب کا اندراج لازمی قرار نہیں دیتی اور کوئی مرزائی خود کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تو جیسے وہ مرزائی قانونی خلاف ورزی کا مجرم ہے۔ اسی طرح حکومت بھی مجرم ہوگی کہ اس نے مرزائیوں کو یہ موقعہ فراہم کیا کہ اس کے غیر مسلم ہونے کی وضاحت نہیں

نے کی اس پر پریم کا نفرنس کرنے کا اپنا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

حکومت کی مرزائیت نوازی

مرزائیت بھی حسن کی دیوی ہے کہ پاکستان کی حکومتیں اس سے عشق کا ناطہ قائم رکھتی ہیں جب کہ یہ پاکستان اور آئین پاکستان سے علانیہ بغاوت کرتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام جس کو یہودیوں نے سازشی طور پر نوبل انعام دیا۔ اس نے سابقہ وزیراعظم بھٹو کی ایک دعوت کے جواب میں کہا۔ اس لعنتی ملک (پاکستان) پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں قادیانیوں سے متعلق کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔

(خیال لاہور ۲۲ جون ۱۹۸۶ء)

لیکن ہماری حکومت کے عشق کا یہ حال ہے کہ حالیہ دورہ لندن میں وزیراعظم نے اس ملعون سے ملاقات کی اس حکومت میں الجزائر۔ ترکی۔ جاپان۔ رومانیہ میں پاکستانی سفیر قادیانی ہیں یونیسکو میں ڈپٹی سیکرٹری قادیانی متعین ہے فوج میں نصیر قادیانی کو ترقی دے کر موجودہ حکومت نے بہت اعلیٰ عہدہ سے نوازا ہے۔ اس وقت فوج میں اعلیٰ عہدوں پر ۲۲۸ قادیانی مسلط ہیں۔

۵۳ء میں مسلم لیگ کی حکومت نے دس ہزار مسلمان تو شہید کئے لیکن مرزائیوں کی حمایت میں کمی نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے حکومت چھین لی۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم نے دشمن رسول مرزائی جماعت کا حقیقی محاسبہ کیا وہ درجہ شہادت سے نوازے گئے۔ مرزائیوں نے عدالت عالیہ کا رخ کیا تو عدالت نے جنرل ضیاء الحق کے فیصلے کو درست قرار دیا۔ اب پھر مسلم لیگ کی حکومت ہے سیاسی کو پھر کس کا امتحان مقصود ہے۔

لہٰذا یہ مسئلہ قانونی حیثیت اختیار کر گیا ہے اب اگر شناختی کارڈوں میں مذہب کا اندراج نہ کیا گیا تو شناختی کارڈوں میں یہ قانونی سقم رہ جائے گا۔ جس کے جواب دہ صدر غلام اسحاق اور وزیراعظم نواز شریف ہوں گے اور دوبارہ کارڈوں کی اشاعت بھی ان دونوں حضرات کی ذاتی رقوم سے کی جائے گی ملکی خزانہ اس کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ قوم پوچھتی ہے کہ پاکستان پر حکومت۔ صدر مملکت کی اور وزیراعظم کی ہے یا دفاتر میں بیٹھے ہوئے مرزائی یا مرزائی نواز ملازم عملے کی ہے۔ جو صدر اور وزیراعظم کے کئے گئے قوم سے وعدہ ایفا نہیں ہونے دیتے۔

آغا خانی اور اسمٰعیلیوں کے ناپاک اور خطرناک عزائم

پروفیسر محمد امین دُرانی

تاریخ اسلام کا اگر تفصیل سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانوں کی عظیم سلطنتوں کو پارہ پارہ کرنے میں بیرونی دشمنوں نے اتنا کردار ادا نہیں کیا جتنا اندرونی دوست نما دشمنوں نے سازشوں کا جال پھیلا کر کیا۔ یہ دشمن کبھی لارنس آف عریبیہ کی صورت میں۔ کبھی میر جعفر اور میر صادق کے روپ میں وہ کام کر گئے جو ہمارے کھلے دشمن نہیں کر سکے تھے۔ جدید دور میں مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لئے جدید طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ ترقی یافتہ ادب کی آڑ میں مسلم نوجوانوں کے اذہان کو پراگندہ کیا جاتا ہے۔ انسانیت کی خدمت کے حوالے سے چند فلاحی کاموں کی نمود و نمائش کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔ صنعتی ترقی کا نام

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف۔ ۹۱۔ صرافہ
میٹھادر کراچی فون۔ ۲۵۵۰۲۳۷

رے کر ملکی دولت پر قبضہ کر لیا جاتا ہے۔ تعلیم اداروں کے نام سے ایسے ادارے قائم کئے جاتے ہیں جن سے مسلمانوں کو اپنے مذہب سے دور کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ ہمارے کھلے دشمن یہودی، عیسائی، ہندو یعنی امریکہ، اسرائیل و بھارت اگرچہ براہ راست ہم پر حملہ نہیں کر سکتے۔ لیکن بالواسطہ طور پر ایک ایسی شخصیت اور اس کی ذیلی تنظیم کے ذریعے کروا رہے ہیں۔ جن کے ظاہری اور باطنی کردار کا اوپر مختصر ذکر کیا گیا۔ اس شخص کا نام پرنس کریم آغا خان ہے۔ اور اس کے ذیلی ادارے تقریباً تمام اسلامی اور چند غیر اسلامی ملکوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان کے عقائد اور مذہبی حیثیت سے سب واقف ہیں۔ یہاں میں پاکستان اور خصوصاً شمالی علاقوں میں ان کے ناپاک عزائم کا نہایت مختصراً ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

سماجی ادارہ یعنی (AKRSP) آغا خان رورل سپورٹس پروگرام

یہ آغا خان کے ذیلی ادارے کی حیثیت سے گذشتہ پانچ سالوں سے چترال میں ترقیاتی کاموں کے لئے وقف کر دیا گیا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر چترال میں ہے اور مختلف دیہاتوں میں ان کے مراکز ہیں۔ اس کی مالی معاونت امریکہ، فرانس، کینیڈا، برطانیہ اور چند اور یورپی ممالک کرتے ہیں۔ بیرونی ممالک کے معیار کے مطابق یہاں سٹاف کو پرکشش تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ کم از کم تنخواہ ایک ہزار سے لے کر ۱..... تک ہوتی ہے اگر اس کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو ۸۰ فیصد فنڈ ملازمین کے مابین تقسیم ہوتا ہے اور ۲۰ فیصد صرف نمود و نمائش سے فلاحی کاموں میں خرچ ہوتا ہے یہ چونکہ معاشی لالچ کے طور پر استعمال ہوتا ہے تاکہ کمزور عقائد کے والے جوانوں سے از خود آغا خان کے بارے میں صاف کیا جائے۔ اور اپنے مقاصد حاصل کئے جائیں۔

۲۔ آغا خان ہیلتھ سروس پروگرام

یہ بھی مندرجہ بالا ادارے کی طرح آغا خان کا ذیلی ادارہ ہے۔ اس کا مقصد صحت کی بنیادی سہولت فراہم کرنا ہے۔ مصدقہ اطلاع کے مطابق اس کا سربراہ ایک یہودی ہے جس کی تنخواہ ...... ۷۵ روپے پاکستانی رقم بتائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ چند ایک کوالیفائڈ ڈاکٹر رکھے جاتے ہیں باقی ۹۵ فی صد ملازمین L.H.V یعنی لیڈی ہیلتھ وزیٹرز ہوتے ہیں ان کے لئے میٹرک پاس اور بغیر شادی کا شدہ ہونا لازمی ہے۔ انہیں پرکشش تنخواہوں کے علاوہ دیگر خصوصی کی سہولت بھی دی جاتی ہے۔ اس کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو صفر ہے مگر اس کا بنیادی مقصد نئی نسل کی لڑکیوں کو بے حیائی کی طرف ترغیب دینا اور مطلوبہ نتائج حاصل کرنا ہے۔ بونی نامی گاؤں جہاں اسماعیلی آبادی کی اکثریت ہے وہاں گذشتہ دو تین سالوں میں ناجائز حمل ٹھہرنے پر تین لڑکیوں نے خودکشی کر لی ہے۔ اگر وہاں کی آبادی کے تناسب سے جائزہ لیں تو خودکشی کا یہ تناسب امریکہ اور یورپ کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہے۔ کیا یہ دکھی انسانیت کی خدمت ہے یا ہمارے اسلامی اقتدار کے خلاف کھلی جنگ۔

۳۔ آغا خان ایجوکیشنل پروگرام

آغا ہیلتھ انسٹی ٹیوٹ کے نام سے چترال میں دو قسم کے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے۔ ایک ان جماعت خانوں میں سکول قائم ہیں جہاں باقاعدہ اساتذہ رکھے جاتے ہیں۔ یہاں خالصتاً پنج فرقے کے لوگوں کے لئے مذہبی تعلیم ہوتی ہے اور آغا خان اور دوسرے اماموں کے فرامین وغیرہ پڑھائے جاتے ہیں۔ دوسرا گورنمنٹ رجسٹرڈ سکول برائے طالبات یہ زنانہ سکول صرف چترال کے اندر ہی ۸۵ کی تعداد میں کام کرتے ہیں جہاں انہیں اپنی مرضی سے نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

۴۔ آغا خان جوڈیشنل کونسل

اسماعیلی فرقے کے لوگوں کے تنازعات آغا خان کے فرامین کی روشنی میں طے کرنے کے لئے مختلف عدالتی مراکز ہیں جنہیں مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔

۵۔ آغا خان والنٹیئر فورس

یہ آغا خان کی اعزازی فوج کہلاتی ہے۔ جہاں اسماعیلی نوجوانوں کو فوج سے ریٹائرڈ افراد کے ذریعے ٹریننگ دی جاتی ہے۔ یہ کام کرنا اسماعیلی اپنے لئے اعزاز اور ثواب سمجھتے ہیں۔ چترال میں گرم چشمہ اور بونی اس کے مراکز ہیں بظاہر اس کا کام آغا خان کی تشریف آوری پر ان کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔ مگر پس پردہ ان کا کام اہل سنت کی طرف سے کسی بھی جھگڑے یا تنازعات کی صورت میں ان کے مقابلے کے لئے تیار کرنا ہے۔

۶۔ صنعتی شعبہ

شمالی علاقہ جات چونکہ صنعتی پیداوار کے لئے ناموزوں ہے۔ اس لئے آغا خان نے پاکستان کے مشہور صنعتی شہر کراچی کا انتخاب کیا ہے جہاں ۹۰ فی صد صنعت پر خوجہ اسماعیلیوں کا کنٹرول ہے۔ کراچی کا حالیہ آپریشن بھی آغا خان کے صنعتوں کے انچارج طلعت علی کے بعد شروع کیا گیا حالانکہ اس سے پہلے ہزاروں کی تعداد میں اغوا اور ڈکیتی کے واقعات ہو چکے

الحمد للہ ماہنامہ الہادی

اللہ کے فضل و کرم سے اپنے سفر کا آغاز کر چکا ہے۔ ماہنامہ الہادی میں آپ ہر ماہ یہ کچھ پڑھیں اور پائیں گے۔ تشریحات قرآن مقدس و احادیث نبوی عقیدت و عظمت اصحاب رسول، احوال انبیاء کرام علیہم السلام، سیرت اولیاء کرام، اقوام عالم کی تاریخ عروج و زوال، گلہائے عقیدت پھول حمد و نعت، اخلاقی اصلاحی اشعار، سچے نصیحت آموز حکایات و واقعات، لطائف و امثال، روحانی تشخیص و علاج۔ ماہنامہ الہادی کے مطالعہ کرنے سے انشاء اللہ دنیا و آخرت سنور جائے گی دل و ذہن کو سکون ملے گا۔ عقائد کی درستگی و اصلاح ہوگی۔ خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھائیں۔ خریداری میں تعاون فرمائیں۔ ماہنامہ الہادی ایک مبارک دینی رسالہ ہے اس کی اشاعت میں حصہ لینا ہم سب کا اسلامی، اخلاقی فرض ہے۔

ماہنامہ ہدیہ آٹھ روپے، سالانہ نوے روپے۔

رجوع فرمائیں
ادارہ صدیقیہ نزد حسین ڈی سلوا بلڈنگ
گارڈن ویسٹ کراچی ۳، کوڈ ۷۴۵۵۰، فون ۲۲۰۳۳۴

ہیں۔

۱۔ مندرجہ بالا اہم اداروں کے علاوہ اپنی شناخت کے لئے آغاخانیوں نے اپنا جھنڈا بھی اپنے عبادت خانوں میں لہرا رکھا ہے۔ ان اداروں کا قیام اور پس پردہ بیرونی ممالک کی امداد سے آخر کیا نتائج ہو سکتے ہیں کیا حکومت کے ادارے اتنے بے بس ہو چکے ہیں کہ انہیں بالائی پاس کر کے آغاخان کے ذریعے یہ تمام کام کرائے جائیں۔

۲۔ کیا کراچی اور شمالی علاقہ جات گلگت۔ سکردو، بلتستان اور چترال کی جغرافیائی پوزیشن سے انکار کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ علاقے دفاعی نقطہ نگاہ سے پاکستان کے لئے شہ رگ کی حیثیت نہیں رکھتے؟ افغانستان میں ان کے کردار سے کون واقف نہیں۔ یہ لوگ آخری دم تک کمیونسٹ انقلاب کے نجیب کے وفادار تھے۔

۳۔ شمالی علاقہ جات بعد واخان۔ ازبکستان۔ بدخشاں وغیرہ میں ان کی آبادی کی اکثریت ہے اور کراچی کے خوجہ برادری سے ہندوؤں کے تعلقات سے کون واقف نہیں۔ انڈیا کی مسلم دشمنی سے کون واقف نہیں۔ کیا حکومت کے ادارے اتنے بے بس ہیں کہ اتنے حساس علاقوں میں آغاخان کی اتنی سرگرمیاں ہوں اور حکومت کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ کیا کسی خطرے کی نشاندہی نہیں کرتے؟ خدارا اس کام کی طرف بروقت توجہ دی جائے۔ یہاں کے غریب عوام کی غربت جہالت دور کرنے کے لئے حکومت اپنے ذرائع استعمال کرکے بیرونی امداد حکومتی مشینری کے ذریعے فلاحی کاموں پر لگائے۔ ورنہ اس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔

ایجنسی ہولڈرز متوجہ ہوں!

ہفت روزہ ختم نبوت کے ایجنسی ہولڈرز کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بقایاجات وفہمید کے سلسلے میں مولانا اللہ وسایا صاحب کو ذمہ دار مقرر کیا گیا ہے لہٰذا آپ حضرات اس سلسلے میں اپنا رابطہ مولانا اللہ وسایا صاحب سے رکھیں۔

مولانا عزیز الرحمٰن۔ مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔

میاں افتخار احمد منیجنگ ڈائریکٹر میاں ٹائر اینڈ ربڑ کمپنی کا وضاحتی بیان

آج مورخہ ۳ اگست بروز جمعرات جناب میاں افتخار احمد مالک پنیتھر ٹائر و ٹیوب کمپنی سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔

موصوف نے وضاحت کرتے ہوئے بتلایا کہ ہفت روزہ ختم نبوت شمارہ ۱۳ جلد ۱۱ میں شائع ہونے والی خبر کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

میں اور میرا خاندان مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کو دجال، کذاب، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

نیز مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور مذہبی مصلح ماننے والے قادیانی اور لاہوریوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

لہٰذا میرے ادارہ کے متعلق پائے جانے والے شکوک و شبہات دور ہو جانے چاہئیں۔

محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

بقیہ:۔ چلتے چلتے

وجہ سے انہیں بالوں میں چھپا کر فوٹو کھینچا گیا یہ ایک ہی فوٹو ہے جو مرزے کی کتابوں میں موجود ہے اس کے علاوہ دوسرا کوئی فوٹو نہیں نہ زندہ کا نہ مردہ کا۔ حتی کہ مرتے وقت یا مرنے کے بعد بھی تصویر نہیں لی گئی اس لئے نہیں لی گئی کہ مرزا کا چہرہ اور مرزا کا سارا جسم ہی بھیانک اور ٹیڑھا ہو چکا تھا۔ اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ ضرب المثل:۔

اواونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی

یوں ہونی چاہیئے:۔

اومرزے رے مرزے تیری کونسی کل سیدھی۔

بقیہ:۔ تعارف وتبصرہ

کے ربع آخر کی تراکیب اور لغات بطور نحو پیش کی گئی ہیں۔

باوجود اختصار کے کتاب میں اصول وقوانین نحو یہ کسی حد تک شافی مقدار میں ہے اس میں بڑی بڑی کتابوں کے مسائل مل جاتے ہیں کتاب اجراء کرانے والے اور دورہ نحو پڑھانے والے اساتذہ کرام کے لئے نہایت ہی شاندار اور محقق مجموعہ ہے جس میں جہاں بعض ضروری مسائل نحو میر کے موجود ہیں تو وہاں نہایت سہل اور مختصر انداز میں کافیہ اور شرح جامی کے مسائل بھی مل جاتے ہیں بلاشبہ یہ کتاب مدرسین کے لئے ایک نادر اور انمول اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔

بقیہ:۔ حضرت امیر شریعتؒ

کو ملکہ را مختلف ناموں سے ان کے خلاف تحریکیں چلائیں آج وہ لوگ تو معتوب ہیں اور بقول شاعر

سورج چڑھا تو پھر بھی وہی لوگ زد میں تھے

شب بھر جو انتظار سحر دیکھتے رہے۔

لیکن وہ خان بہادر، سر بہادر، نواب، جاگیردار وڈیرے جن کی امت مسلمہ سے غداری کے صلے میں بڑی بڑی جاگیریں ملیں وہ آزادی کے علمبردار بنے پھرتے ہیں بقول مرحوم احسان دانش

کم ظرف لئے پھرتے ہیں اعزاز کے پرچم

وہ لوگ ہیں چپ جن کے گھر سے نام ونسب تھے۔

یہ بات عجیب ہے۔ نیز یہاں مانسہرہ کے اندر تحریک خلافت کے دوران آزادی کے پروانوں کی مخبری کی خفیہ پولیس ملک بنگلے میں جاکر دیتے رہے۔ مولانا محمد اسحاق مانسہروی رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکہ سے گرفتار کرایا اور خان بہادر، سر بہادر کے خطابات لئے اور دیگر مراعات لیں وہ تو عوام کے تاریخی مجرم ہیں لیکن تاریخ کے اوراق میں تو محفوظ ہیں تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی اور یہاں ابھی خدائی سپریم کورٹ کا فیصلہ باقی ہے وہ بھی سامنے آ ہی جائے گا جس کا انتظار رہے۔

بقیہ:۔ حضرت مولانا معراج الحق

گزرا تیسرا دن گیا بس وہی حضرت شیخ الادب والے حرکات و سکنات اشارات وکنایات اور طرز نشست اور انداز گفتگو اپنائے رکھا چند ہی دن گزرے تھے کہ طلبہ واساتذہ کی طرف سے جو تاثرات ظاہر ہوئے وہ حوصلہ افزا تھے ہر شخص یہ کہتا ہوا سنائی دیتا کہ یہ تو بالکل حضرت شیخ الادب کا جانشین اور

ان کا نائب حقیقی معلوم ہوتا ہے وہی طرز وہی انداز وہی افہام و تفہیم وہی سب کچھ الغرض تھوڑے ہی عرصہ میں مقامات کا سبق بڑا مقبول ہو گیا۔

اس واقعہ سے جہاں حضرت کی تدریسی مقبولیت و قابلیت کا پتہ چلتا ہے وہیں عامۃ المعلمین کو یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اپنی عملی زندگی میں اپنے باکمال اساتذہ کی نقل بغرض استفادہ نہ صرف باعث سعادت ہے بلکہ کامیابی اور ترقی کا بہترین سبب اور ذریعہ بھی ہے۔

آپ نے مادر علمی دارالعلوم میں علوم آلیہ یعنی نحو صرف منطق، فلسفہ ادب معانی بلاغت بدیع اور عروض و قافیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ علوم عالیہ یعنی فقہ عقائد تفسیر اور حدیث کی کامیاب تدریس کا فریضہ انجام دیا۔ آپ نے آخر زمانہ تدریس میں اپنی تدریسی ذمہ داریاں محدود کر لی تھیں چنانچہ آپ صرف تین سبق پڑھایا کرتے تھے ہدایہ اخرین اور دیوان حماسہ و سبعہ معلقہ، مگر ہدایہ کا سبق مسلسل دو دو تین تین گھنٹے تک چلتا تھا۔

بقیہ :- زندہ دل کسان

آدمی کے خون سے ہاتھ رنگنے کو جی نہ چاہا اس لیے صبر سے کام لیا، البتہ اس کو امید بندھ گئی کہ کوئی گاؤں قریب ہی ہوگا اسی خیال سے آگے چل پڑا تھوڑی دور گیا ہوگا کہ وہ کسان دوڑتا ہوا آیا اور سلطان کا رکاب پکڑ کر کہا۔

جناب معاف فرمائیں میری عادت ہے کہ ہر کسی سے مذاق کرتا ہوں آپ سے بھی دل لگی کر رہا تھا گھوڑے سے اتریئے اور میری کٹیا میں تشریف لائیے۔

قریب ہی کسان کی گھاس پھوس کی جھونپڑی تھی۔ سلطان گھوڑے سے اتر کر کسان کی جھونپڑی میں بیٹھ گیا کسان نے پہلے اس کے سامنے پانی اور بولی کے چند ٹکڑے پیش کئے پھر ایک بکری ذبح کی اور جلد جلد گوشت سے کباب بنا کر سلطان کو کھلائے۔ ساتھ ساتھ اپنے لطیفوں سے اس کو خوب ہنسا رہا تھا اتنے میں سلطان کے محافظ سپاہی اور افسر آ پہنچے اور اس کو جھک جھک کر سلام کرنے لگے۔ کسان کو اب جو معلوم ہوا کہ یہ کوئی شکاری امیر نہیں بلکہ خود بادشاہ ہے تو خوف کے مارے اس کا رنگ زرد ہو گیا سلطان نے اس کی گھبراہٹ دیکھی تو اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"گھبراؤ نہیں! ہم نے تمہارا نمک کھایا ہے ہمارے دربار میں آنا ہم تمہیں اس کا صلہ دیں گے۔"

کسان نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا "جہاں پناہ مہمان کی خدمت کرنا میرا فرض تھا اس کے صلے کی امید رکھنا شرافت اور جواں مردی نہیں۔ ہاں میں نے گستاخی کی جو باتیں کی ہیں ان پر شرمندہ ہوں" اور اسی وقت حکم دیا کہ اس کسان کو گاؤں اس کی جاگیر میں بنا دیا جائے۔

بقیہ :- اداریہ

قرارداد پر چودھری محمد الطاف حسین۔ مولانا صدیق شاہ صاحب۔ کرشن چند پروانی۔ قادر روفن جو بیس۔ طارق علی قیصر۔ مولانا علی اکبر۔ مولانا معین الدین لکھوی اور دیگر ارکان نے اظہار خیال کیا یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اقلیتی رکن طارق قیصر نے تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"وہ شراب کے خلاف ہیں حکومت کو اس پر پابندی عائد کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں کے لئے قرارداد قابل ذکر اس لئے نہیں کہ اسلام میں تو اسے پہلے ہی ممنوع قرار دیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ عوام کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں جو دوسری طرف شراب پی جاتی ہے انہوں نے کہا ہمیں شراب نہیں چاہیئے اس لئے اقلیتوں کو دیئے گئے پرمٹ بھی منسوخ کیے جائیں۔"

(نوائے وقت کراچی ۱۹ اگست ۱۹۹۲ء)

اقلیتی رکن کے اس مطالبے کے بعد کہ ان کو جو پرمٹ دیئے گئے ہیں انہیں بھی منسوخ کیا جائے حکومت کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی کہ وہ اس قرارداد کے مطابق شراب پر مکمل طور پر پابندی عائد نہ کرے اور ٹال مٹول کی پالیسی اپنائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قرارداد کی حیثیت کچھ نہیں ہے قومی اسمبلی ایک قانون ساز ادارہ ہے اسے شراب پر پابندی کا بل پاس کرنا چاہیئے تھا پھر بھی ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس قرارداد کو صرف قرارداد تک محدود نہ رکھا جائے اور فوری طور پر اس کے مطابق قانون سازی اور اقدامات کیے جائیں۔ ہم ان تمام ممبران اسمبلی کو جنہوں نے خواہ قرارداد ہی کی شکل میں سہی یہ مسئلہ اٹھایا تو ہے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اسے قانونی شکل دلوانے کی پوری پوری کوشش کریں گے۔

بقیہ :- آپ کے مسائل

ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ ایک کاروباری ادارہ ایک انڈسٹری لگانا چاہتا ہے اس کے لئے جتنے سرمایہ کی ضرورت ہے وہ اس ادارہ کے پاس موجود نہیں ہے۔ اس ادارہ کے زیر غور ایک تجویز یہ ہے کہ ایک اور کمپنی جو کہ باہر سے مشینری منگا کر کرایہ پر دیتی ہے یعنی اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ کمپنی نے ۵ لاکھ روپے کی مشینری منگا کر کسی ادارہ کو دی۔ ان کی شرط یہ ہے کہ ان کو کل مالیت یعنی ۵ لاکھ کا ۲۴٪ کرایہ ۵ سال میں ادا کرنا ہوگا جس کے اعداد و شمار اس طرح ہیں:-

۵ لاکھ × ۲۴ فیصد = ۱۲۰۰۰۰

جو کہ ادارہ کو دس ہزار تین سو تینتیس (۱۰۳۳۳) روپے ماہانہ قسط کی صورت میں ادا کرنا ہوگا۔

اس طرح مشینری کی اصل قیمت اور کرایہ ۵ سال کی مدت میں ادا کرنا ہوگا۔

معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ کاروباری صورت جائز ہے یا یہ سودی کاروبار ہوگا۔ واضح رہے کہ یہ ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) کمپنی کرایہ کے طور پر مانگ رہی ہے۔

والسلام

ج: کرایہ کی جو صورت سوال میں لکھی ہے یہ تو صحیح نہیں اس کے بجائے یہ صورت اختیار کی جائے کہ جو کمپنی ۵ لاکھ کی مشینری منگوا کر کسی ادارہ کو دے رہی ہے وہ ۵ لاکھ کی مشینری پر اپنا نفع لگا کر اس ادارے کے ہاتھ فروخت کر دے۔ اور رقم کی وصولی کے لئے ماہانہ اقساط مقرر کرے۔ مثلاً ۵ لاکھ کی مشینری پر ایک لاکھ بیس ہزار منافع لگا کر چھ لاکھ بیس ہزار پر اس ادارے کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اور قیمت کی وصولی ماہانہ اقساط کی شکل میں ۵ سال کے اندر قرار پائی تو یہ صورت شرعاً صحیح اور جائز ہوگی۔ واللہ اعلم

محمد یوسف عفا اللہ عنہ ۲۵/۲/۱۴۱۳ھ

الجواب الصحیح محمد عبدالسلام عفی اللہ عنہ۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمرانو!

ملّتِ اسلامیہ مطالبہ واحتجاج کرتی ہے کہ

- ملک میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ سالہا سال سے اسلامی نظریاتی کونسل کی مرتب کردہ سفارشات کو قومی اسمبلی میں پیش کر کے اس پر قانون سازی کی جائے۔
- کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں کو فی الفور ان کے عہدوں سے ہٹایا جائے۔ پاک فوج میں قادیانی افسران کلیدی عہدوں پر قابض ہیں۔ حالانکہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ جہاد حرام ہے۔ ایک نظریاتی مملکت میں نظریاتی دشمنوں کا حساس عہدوں پر موجود ہونا ملک وملت کے مفاد کے منافی ہے لہٰذا سول، پاک فوج اور دیگر سرکاری اداروں سے قادیانی افسروں کو نکالا جائے۔
- نومبر ۱۹۸۸ء میں قادیانیوں نے ایک سازش کے تحت پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۳ء منسوخ کروایا اور نیا پریس ورجسٹریشن ایکٹ جاری کروایا۔ جس میں پہلے آرڈیننس کی دفعہ ۲۴ بی۔ بی کو خارج کر دیا۔ اس طرح قادیانیوں کا آرگن اخبار "الفضل" ۲۹ نومبر ۸۸ء کو دوبارہ شائع ہونا شروع ہوگیا۔ لہٰذا سابقہ دفعہ ۲۴ بی بی کو شامل کیا جائے تاکہ قادیانی اخبار پہلے کی طرح بند کیا جاسکے۔ نیز اسلام کے منافی اور منافرت پھیلانے والے لٹریچر کو ضبط کیا جاسکے۔
- قادیانیوں اور دیگر اقلیتوں کے پاکستانی باشندوں کے پاسپورٹ اور شناختی کارڈ کا رنگ مخصوص کیا جائے تاکہ قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کر کے دھوکہ نہ دے سکیں۔ قادیانیوں کی دھوکہ دہی کو روکنے کے لیے تعلیمی اسناد، فارم ہائے داخلہ اور شناختی کارڈز میں حلف نامے کی بنیاد پر مذہب کے خانے کا اندراج بھی کیا جائے۔
- ربوہ کی زمین قیام پاکستان کے بعد انگریز گورنر سر موڈی کے دور میں انجمن احمدیہ نے کوڑیوں کے بھاؤ ۹۰ سالہ لیز پر حاصل کی تھی اور بعد میں جعل سازی کے ذریعے مالکانہ حقوق حاصل کرلیے۔ انجمن احمدیہ کے نام اس زمین کی الاٹمنٹ منسوخ کر کے ربوہ کے رہائشیوں کو اس کے مالکانہ حقوق دیے جائیں۔
- پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو اسرائیل وبھارت کے خطرے کے پیش نظر قادیانی، امریکہ اور یہودیوں کے ایماء پر ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کی سازش میں شریک ہیں۔ اس کا ثبوت ملکی پریس سے مل چکا ہے۔ بھارتی خفیہ ایجنسی "را" کا وہ شعبہ جو کہوٹہ کی تباہی کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ فرقان بٹالین کے ایک قادیانی کرنل کو اس کا نگران و انچارج بنایا گیا ہے۔ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کے تحفظ کے لیے قادیانیوں کی کڑی نگرانی کی جائے نیز ایٹمی پراجیکٹ میں گھسے ہوئے قادیانیوں کو نکال باہر کیا جائے۔
- ربوہ کا نام تبدیل کر کے صدیق آباد رکھنے کا سرکاری طور پر اعلان کیا جائے نیز کمشنر فیصل آباد ڈویژن اور بورڈ آف ریونیو پنجاب کے دفتر میں جلد کارروائی مکمل کی جائے۔
- محرم سے قبل قادیانی جماعت کے رہنماؤں کو انتظامیہ کی طرف سے جو وارننگ دی گئی تھی وہ اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ قادیانی محرم الحرام کے مقدس ایام میں شیعہ وسنی فساد کراتے ہیں۔ فرقہ وارانہ منافرت کے سدباب کے لیے حکومت کے بنائے ہوئے ضابطۂ اخلاق پر مؤثر طور پر عملدرآمد کرایا جائے۔
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر دفعہ ۲۹۵ سی میں اضافہ کر کے امہات المؤمنینؓ، صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظامؓ کی شان میں گستاخی واہانت کرنے والوں کے لیے بھی سزائے موت مقرر کی جائے۔
- بلوچستان کے علاقہ تربت میں ذکری فتنے کے خود ساختہ کوہ مراد کے نقلی حج پر پابندی عائد کی جائے۔

اور سنو! اگر تم نے نیو ورلڈ آرڈر کے تحت منکرین ختم نبوت قادیانیوں کی سرپرستی روا رکھی اور مسلمانوں کے ان تمام مطالبات سے غفلت برتی تو یاد رکھو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غیظ وغضب سے تمہیں اور تمہارے اقتدار کو کوئی بھی محفوظ نہ رکھ سکے گا اور تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون ۴۰۹۷۸

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

بمقام مسلم کالونی
صدیق آباد ربوہ

گیارھویں سالانہ
عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ:
۹،۸ اکتوبر ۱۹۹۲ء
بمطابق
۱۱،۱۰ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
بروز جمعرات، جمعہ

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

الحمدللہ یہ گیارہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سابقہ روایات کو اپنے دامن میں لیے پورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔
اس کانفرنس میں نہ صرف پاکستان کے بلکہ دنیا بھر کی اہم شخصیتیں، ممتاز علماء کرام و مذہبی اسکالر نامور خطیب اور تمام مکاتب فکر کے نمائندے شرکت فرمائیں گے۔

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی پرزور اپیل ہے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان
فون نمبر ۴۰۹۷۸

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت